﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 16

جمعۃ المبارک 08/مئی 2009ء

12/جمادی الاوّل 1430 ہجری قمری ❁ 08/ہجرت 1388 ہجری شمسی

شمارہ 19

مال اور عزت کی حرص دین کو خراب کرتی ہے

حضرت کعبؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
”دو بھوکے بھیڑیئے اگر بکریوں میں چھوڑ دئے جائیں تو اتنا فساد اور خرابی نہ کریں جتنا انسان کے مال اور عزت کی حرص اس کے دین کو خراب کرتی ہے۔“

(جامع ترمذی کتا ب الزھد باب اخذ المال بحقه ۔ حدیث نمبر 2297)

ارشادات عالیہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سست اس لئے ہوتے ہیں کہ ان کو اس لذت اور سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں، مگر نہ روح اور راستی کے ساتھ۔ وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکریں مارتے ہیں۔

وہ نماز بدیوں کو دور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے اور فیض کی تاثیر اس میں موجود ہے۔

”مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سست اس لئے ہوتے ہیں کہ ان کو اس لذت اور سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے اور بڑی بھاری وجہ اس کی یہی ہے۔ پھر شہروں اور گاؤں میں تو اور بھی سستی اور غفلت ہوتی ہے۔ سو پچاسواں حصہ بھی تو پوری مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولا حقیقی کے حضور سر نہیں جھکاتا۔ پھر سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ کیوں؟ ان کو اس لذت کی اطلاع نہیں اور نہ کبھی انہوں نے اس مزہ کو چکھا۔ اَور مذاہب میں ایسے احکام نہیں ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم اپنے کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں اور مؤذن اذان دے دیتا ہے۔ پھر وہ سننا بھی نہیں چاہتے، گویا ان کے دل دکھتے ہیں۔ یہ لوگ بہت ہی قابل رحم ہیں۔ بعض لوگ یہاں بھی ایسے ہیں کہ ان کی دکانیں دیکھو تو مسجدوں کے نیچے ہیں مگر کبھی جا کر کھڑے بھی تو نہیں ہوتے۔ پس مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے نہایت سوز اور ایک جوش کے ساتھ یہ دعا مانگنی چاہئے کہ جس طرح پھلوں اور اشیاء کی طرح طرح کی لذتیں عطا کی ہیں نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزہ چکھا دے۔ کھایا ہوا یاد رہتا ہے۔ دیکھو اگر کوئی شخص کسی خوبصورت کو ایک سرور کے ساتھ دیکھتا ہے، تو وہ اسے خوب یاد رہتا ہے اور پھر اگر کسی بدشکل اور مکروہ ہیئت کو دیکھتا ہے، تو اس کی ساری حالت بہ اعتبار اس کے مجسم ہو کر سامنے آ جاتی ہے۔ ہاں اگر کوئی تعلق نہ ہو تو کچھ یاد نہیں رہتا۔ اسی طرح بے نمازوں کے نزدیک نماز ایک تاوان ہے کہ ناحق صبح اٹھ کر سردی میں وضو کر کے خوابِ راحت چھوڑ کر کئی قسم کی آسائشوں کو کھو کر پڑھنی پڑتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اسے بیزاری ہے، وہ اس کو سمجھ نہیں سکتا۔ اس لذت اور راحت سے جو نماز میں ہے اس کو اطلاع نہیں ہے۔ پھر نماز میں لذت کیونکر حاصل ہو۔

مَیں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی اور نشہ باز انسان کو جب سرور نہیں آتا، تو وہ پَے در پَے پیالے پیتا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کو ایک قسم کا نشہ آ جاتا ہے۔ دانشمند اور بزرگ انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور وہ یہ کہ نماز پر دوام کرے اور پڑھتا جاوے یہاں تک کہ اس کو سرور آ جاوے اور جیسے شرابی کے ذہن میں ایک لذت ہوتی ہے، جس کا حاصل کرنا اس کا مقصود بالذات ہوتا ہے۔ اسی طرح سے ذہن میں اور ساری طاقتوں کا رجحان نماز میں اسی سرور کا حاصل کرنا ہو اور پھر ایک خلوص اور جوش کے ساتھ کم از کم اس نشہ باز کے اضطراب اور قلق و کرب کی مانند ہی ایک دعا پیدا ہو کہ وہ لذت حاصل ہو تو میں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً وہ لذت حاصل ہو جاوے گی۔

پھر نماز پڑھتے وقت ان مفاد کا حاصل کرنا بھی ملحوظ ہو جو اس سے ہوتے ہیں اور احسان پیش نظر رہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ (هود:115) یعنی نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں۔ پس ان حسنات کو اور لذّات کو دل میں رکھ کر دعا کرے کہ وہ نماز جو کہ صدیقوں اور محسنوں کی ہے وہ نصیب کرے۔

یہ جو فرمایا اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ (هود:115) یعنی نیکیاں یا نماز بدیوں کو دور کرتی ہے یا دوسرے مقام پر فرمایا ہے نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں، مگر نہ روح اور راستی کے ساتھ۔ وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکریں مارتے ہیں۔ ان کی روح مردہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام حسنات نہیں رکھا اور یہاں جو حسنات کا لفظ رکھا الصّلوٰة کا لفظ نہیں رکھا باوجودیکہ معنے وہی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تا نماز کی خوبی اور حسن و جمال کی طرف اشارہ کرے کہ وہ نماز بدیوں کو دور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے اور فیض کی تاثیر اس میں موجود ہے۔ وہ نماز یقیناً یقیناً برائیوں کو دور کرتی ہے۔ نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے۔ نماز کا مغز اور روح وہ دعا ہے جو ایک لذت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے“۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 103-104 جدید ایڈیشن)

وبائی امراض، زلزلوں اور مختلف آسمانی وزمینی آفات اور عذابوں سے حفاظت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زرّیں نصائح

(مرتبہ: بشیر احمد قمر ۔ شاھد)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خدا کا غضب زمین پر بھڑک رہا ہے اور آئے دن ایسی نئی نئی آفات نازل ہوتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے طور بدل گئے ہیں اور ظاہر ہوتا ہے کہ خداتعالیٰ کوئی بڑی آفت دکھلانی چاہتا ہے۔..........

چنانچہ مَیں بار بار کہتا ہوں کہ توبہ کرو کہ زمین پر اس قدر آفات آنے والی ہیں کہ جیسا کہ ناگہانی طور پر ایک سیاہ آندھی آتی ہے اور جیسا کہ فرعون کے زمانہ میں ہوا کہ پہلے تھوڑے نشان دکھلائے گئے اور آخر وہ نشان دکھلایا گیا جس کو دیکھ کر فرعون کو بھی کہنا پڑا کہ اٰمَنْتُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِہٖ بَنُوْٓا اِسْرَآئِیْلَ (یونس:91) خدا عناصر اربعہ میں سے ہر ایک عنصر میں نشان کے طور پر ایک طوفان پیدا کرے گا اور دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے یہاں تک کہ وہ زلزلہ آجائے گا جو قیامت کا نمونہ ہے تب ہر قوم میں ماتم پڑے گا کیونکہ انہوں نے اپنے وقت کو شناخت نہ کیا یہی معنی خدا کے اس الہام کے ہیں کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا''۔

(حقیقۃ الوحی ،روحانی خزائن جلد 22صفحہ 200-199)

حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد آج بھی ایک زندہ حقیقت کے طور پر ہمارے سامنے ہے ۔دنیا مختلف وباؤں ، زلازل،طوفانوں،سیلابوں،اقتصادی،معاشی،معاشرتی بحرانوں کا شکار ہے اور انسان حیران و پریشان ہے کہ ان آفات ومصائب سے کیسے نجات حاصل کی جائے؟

ذیل میں مامور زمانہ حضرت اقدس مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام کے بعض نہایت اہم ،لطیف اور پُر حکمت ارشادات ہدیۂ قارئین ہیں جن پر عمل کرکے انسان خداتعالیٰ کی حفاظت میں آتے ہوئے اس کے فضل اور رحم کا امیدوار ہوسکتا ہے۔

وبائی امراض میں ڈاکٹروں، حکومتی اہلکاروں اور خدمت کرنے والوں کو نصائح

جب مختلف وائرسز پھیلتی ہیں اور متعدی وباؤں کی شکل پیدا ہوتی ہے تو اس موقع پر مریضوں میں علاج اور تیمارداری میں کیا احتیاطیں کرنی چاہئیں، اس سلسلہ میں جب طاعون کے حوالہ سے حضور علیہ السلام سے رہنمائی طلب کی گئی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

''طبیب اور ڈاکٹر کو چاہئے کہ وہ علاج معالجہ کرے اور ہمدردی دکھائے لیکن اپنا بچاؤ رکھے۔ بیمار کے بہت قریب جانا اور مکان کے اندر جانا اس کے واسطے ضروری نہیں ہے۔ وہ حال معلوم کرکے مشورہ دے۔ ایسا ہی خدمت کرنے والوں کے واسطے بھی ضروری ہے کہ اپنا بچاؤ بھی رکھیں اور بیمار کی ہمدردی بھی کریں۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 192جدید ایڈیشن)

ہمدردی بھی کریں اور احتیاط بھی رکھیں

اسی طرح فرمایا:

''ہر ایک کو چاہئے کہ اس وقت اپنی اپنی سمجھ اور بصیرت کے موافق نوع انسان کی ہمدردی میں مشغول ہو کیونکہ وہ شخص انسان نہیں جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو اور یہ امر بھی نہایت ضروری ہے کہ گورنمنٹ کی تدبیروں اور ہدایتوں کو بدگمانی کی نظر سے نہ دیکھا جائے''۔

(مجموعہٴ اشتہارات جلد سوم صفحہ 3)

وبائی امراض کے پھیلاؤ کے وقت حکومت اور متعلقہ محکموں کی طرف سے بہت سی ہدایات جاری کی جاتی ہیں۔ جہاں ان ہدایات پر عمل کرنا عوام کے فائدہ میں ہے وہاں حضورؑ نے حکومتی افسران کو توجہ دلائی ہے کہ وہ ان تدابیر کے فوائد کو احسن طریق پر عوام کے دلوں میں راسخ کریں ۔اور حفاظتی تدابیر پر عملدرآمد میں رعب اور دھونس سے کام لینے کے بجائے خوش اخلاقی سے کام لیا جائے اور بالخصوص عورتوں کی پردہ داری وغیرہ امور کا بھی خیال رکھا جائے۔ چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں۔

''ایسے وقت میں ڈاکٹروں اور دوسرے افسروں کو جو ان خدمات پر مقرر ہوں نہایت درجہ کے اخلاق سے کام لینا چاہئے اور ایسی حکمتِ عملی ہو کہ پردہ داری وغیرہ امور کے بارے میں کوئی شکایت بھی نہ ہو اور ہدایتوں پر عمل بھی ہوجائے۔

اور مناسب ہوگا کہ بجائے اس کے کہ حکومت اور رعب سے کام لیا جائے ہدایتوں کے فوائد دلوں میں جمائے جائیں تا بدگمانیاں پیدا نہ ہوں۔

اور مناسب ہے کہ خوش اخلاق ڈاکٹر واعظوں کی طرح مرض پھیلنے سے پہلے دیہات اور شہروں کا دورہ کرکے گورنمنٹ کے مشفقانہ منشاء کو دلوں میں جمادیں تا اس نازک امر میں کوئی فتنہ پیدا نہ ہو''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 4.3)

ظاہری اسباب کی رعایت۔ صفائی کا اہتمام

طاعون کی وبا سے ہر طرف کثرت سے اموات ہورہی تھیں ۔حضور علیہ السلام نے اس موقع پر نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''جس گھر میں چوہے مریں اور جس کے قریب بیماری ہو فوراً وہ مکان چھوڑ دینا چاہئے اور شہر کے باہر کسی کھلے مکان میں چلا جانا چاہئے۔ یہ خداتعالیٰ کا حکم ہے ظاہری اسباب کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہئے ۔گندے اور تنگ وتاریک مکانوں میں رہنا تو ویسے بھی منع ہے خواہ طاعون ہو یا نہ ہو۔ وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ کا حکم ہے۔ ہر ایک پلیدی سے پرہیز رکھنا چاہئے ۔ کپڑے صاف ہوں، جگہ ستھری ہو۔ بدن پاک رکھا جائے یہ ضروری باتیں ہیں۔ اور دعا اور استغفار میں مصروف رہنا چاہئے۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ191-192 جدید ایڈیشن)

اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام ظاہری صفائی کے ساتھ ساتھ باطنی صفائی کی طرف بھی توجہ دلاتے ہیں اس سلسلہ میں ذیل کا پُرحکمت بیان ملاحظہ ہو۔

ظاہری طہارت اور باطنی پاکیزگی دنیا وآخرت کی بلاؤں سے حفاظت کا موجب بنتی ہے

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خدا کا کلام حکمت کے طریقوں سے انسان کو ترقی کے منار تک پہنچاتا ہے۔ وہ اس سے شرم نہیں کرتا کہ انسان کو جو انسانیت سے گرا ہوا ہے ظاہری ناپاکیوں سے بھی چھڑائے جیسا کہ وہ باطنی ناپاکیوں سے چُھڑاتا ہے۔ اُس نے اپنی پاک کلام میں انسانوں کو دونوں قسم کی پاکیزگی کی طرف ترغیب دی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (البقرہ :223) یعنی خدا توبہ قبول کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور اُن کو بھی دوست رکھتا ہے جو جسمانی طہارت کے پابند رہتے ہیں۔

سو تَوَّابِیْنَ کے لفظ سے خداتعالیٰ نے باطنی طہارت اور پاکیزگی کی طرف توجہ دلائی ہے اور مُتَطَھِّرِیْنَ کے لفظ سے ظاہری طہارت اور پاکیزگی کی ترغیب دی۔

اور اس آیت سے یہ مطلب نہیں کہ صرف ایسے شخص کو خدا تعالیٰ دوست رکھتا ہے جو محض ظاہری پاکیزگی کا پابند ہو۔ بلکہ تَوَّابِیْنَ کے لفظ کو ساتھ ملا کر بیان فرمایا تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ خداتعالیٰ کی بندوں کے لئے اکمل اور اتم محبت جس سے قیامت میں نجات ہوگی اسی سے وابستہ ہے کہ انسان علاوہ ظاہری پاکیزگی کے خداتعالیٰ کی طرف سچا رجوع کرے۔

لیکن محض ظاہری پاکیزگی کی رعایت رکھنے والا دنیا میں اس رعایت کا فائدہ صرف اس قدر اٹھا سکتا ہے کہ بہت سے جسمانی امراض سے محفوظ رہے۔ اور اگرچہ وہ خداتعالیٰ کی اعلیٰ درجہ کی محبت کا نتیجہ نہیں دیکھ سکتا۔ مگر چونکہ اُس نے تھوڑا سا کام خداتعالیٰ کی منشاء کے موافق کیا ہے یعنی اپنے گھر اور اپنے بدن اور کپڑوں کو ناپاکیوں سے پاک رکھا ہے اس لئے اس قدر نتیجہ دیکھنا ضروری ہے کہ وہ بعض جسمانی بلاؤں سے بچالیا جائے بجز اس صورت کے کہ وہ کثرت گناہوں کی وجہ سے سزا کے لائق ٹھہر گیا ہو۔ کیونکہ اس صورت میں اس کے لئے یہ حالت بھی خداتعالیٰ میسر نہیں کرے گا کہ وہ ظاہری پاکیزگی کو کما حقہٗ بجالا کر اس کے نتائج سے فائدہ اٹھا سکے۔

غرض بموجب وعدۂ الٰہی کے محبت کے لفظ میں سے ایک خفیف اور ادنیٰ سے حصّہ کا وارث وہ دشمن بھی اپنی دنیا کی زندگی میں ہوجاتا ہے جو ظاہری پاکیزگی کے لئے کوشش کرتا ہو۔ جیسا کہ تجربہ کی رُو سے یہ مشاہدہ بھی ہوتا ہے کہ جو لوگ اپنے گھروں کو خوب صاف رکھتے ہیں اور اپنی بدَرروُں کو گندہ نہیں ہونے دیتے اور کپڑوں کو دھوتے رہتے ہیں اور خلال کرتے اور مسواک کرتے اور بدن پاک رکھتے ہیں اور بدبُو اور عفونت سے پرہیز کرتے ہیں وہ اکثر خطرناک وبائی بیماریوں سے بچے رہتے ہیں۔ پس گویا وہ اس طرح یُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ کے وعدہ سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ لیکن جو لوگ طہارت ظاہری کی پروا نہیں رکھتے آخر کبھی نہ کبھی وہ پیچ میں پھنس جاتے ہیں اور خطرناک بیماریاں اُن کو آپکڑتی ہیں۔

اگر قرآن کو غور سے پڑھو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ خداتعالیٰ کے بے انتہا رحم نے یہی چاہا ہے کہ انسان باطنی پاکیزگی اختیار کرکے روحانی عذاب سے نجات پاوے اور ظاہری پاکیزگی اختیار کرکے دنیا کے جہنم سے بچا رہے جو طرح طرح کی بیماریوں اور وباؤں کی شکل میں نمودار ہوجاتا ہے ۔اور اس سلسلہ کو قرآن شریف میں اوّل سے آخر تک بیان فرمایا گیا ہے۔ جیسا کہ مثلاً یہی آیت اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ صاف بتلا رہی ہے کہ تَوَّابِیْنَ سے مراد وہ لوگ ہیں جو باطنی پاکیزگی کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ اور مُتَطَھِّرِیْن سے وہ لوگ مراد ہیں جو ظاہری اور جسمانی پاکیزگی کے لئے جدوجہد کرتے رہتے ہیں۔

ایسا ہی ایک دوسری جگہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا (مومنون : 52) یعنی پاک چیزیں کھاؤ اور پاک عمل کرو ۔اس آیت میں حکم جسمانی صلاحیت کے انتظام کے لئے ہے جس کے لئے کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ کا ارشاد ہے۔ اور دوسرا حکم روحانی صلاحیت کے انتظام کے لئے ہے جس کے لئے وَاعْمَلُوْا صَالِحًا کا ارشاد ہے۔ اور ان دونوں کے مقابلہ سے ہمیں یہ دلیل ملتی ہے کہ بدکاروں کے لئے عالمِ آخرت کی سزا ضروری ہے۔ کیونکہ جبکہ ہم دنیا میں جسمانی پاکیزگی کے قواعد کو ترک کرکے فی الفور کسی بلا میں گرفتار ہوجاتے ہیں اس لئے یہ امر بھی یقینی ہے کہ اگر ہم روحانی پاکیزگی کے اصول کو ترک کریں گے تو اسی طرح موت کے بعد بھی کوئی عذاب مولم ضرور ہم پر وارد ہوگا جو وباء کی طرح ہمارے ہی اعمال کا نتیجہ ہوگا''۔

''نوٹ :۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ کچھ چیز نہیں ۔ بلکہ جیسا کہ ہم اپنے جسمانی بدطریقوں سے وباء کو اپنے پر لے آتے ہیں ۔اور پھر حفظِ صحت کے قواعد کی پابندی سے اُس سے نجات پاتے ہیں یہی قانونِ قدرت ہمارے رُوحانی عذاب اور نجات سے وابستہ ہے۔ منہ''۔

''چنانچہ یہی طاعون اس بات کی گواہ ہے کہ جن جن شہروں اور گھروں میں جسمانی پاکیزگی کی ایسی رعایت نہیں کی گئی جیسی کہ چاہئے تھی آخر وباء نے اُن کو پکڑ لیا۔ اگرچہ یہ عفونتی اجرام کم وبیش ہر وقت موجود تھے ۔لیکن وہ اندازہ غلیان سمّیت کا پہلے دنوں میں اکٹھا نہیں تھا اور بعد میں اور اسباب کے ذریعہ سے پیدا ہوگیا۔ یہ کس قدر مشکل بات ہے کہ جب کہ ہم جسمانی ناپاکی اور عفونتِ مہلکہ کا کوئی اندازہ قائم نہیں کرسکتے جب تک وہ خود ہم پر وارد نہ ہوجائے۔ پس کیونکر رُوحانی سمّیت کا ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ کب اور کس وقت ہمیں ہلاک کرسکتی ہے ۔لہذا ہمیں لازم ہے کہ لاپروائی اور

باقی صفحہ نمبر 12پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر41

مکرم الحاج بدرالدین الحصنی صاحب

آپ بھی مکرم منیر الحصنی صاحب کے چھوٹے بھائی تھے۔ اور آپ کا شمار شام کے بڑے بڑے تاجروں میں ہوتا تھا اور ریشمی کپڑے کے کارخانے کے مالک تھے۔ جماعتی کاموں میں پیش پیش ہوتے تھے۔ جب بھی کوئی احمدی مہمان آتا تو اس کی خدمت اور ضیافت میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ آپ کے لئے سب سے بڑی فخر کی یہ بات تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 1955ء میں سفر یورپ کے دوران دمشق میں آپ کے گھر میں قیام فرمایا۔

حضورؓ نے خود ان کے بارہ میں تحریر فرمایا:

”مستورات کے لئے برادرم سید بدرالدین الحصنی جو منیر الحصنی کے چھوٹے بھائی ہیں، کی مستورات تشریف لائی ہوئی تھیں۔ وہ مستورات کو گھر لے گئیں پیچھے پیچھے ہم بھی پہنچ گئے۔ محبت اور اخلاص کی وجہ سے بدرالدین الحصنی نے سارا گھر ہمارے لئے خالی کر دیا ہے اس وقت ہم اس میں ہیں۔ جس محبت سے یہ سارا خاندان ہماری خدمت کر رہا ہے اس کی مثال پاکستان میں مشکل سے ملتی ہے۔ برادرم سید بدرالدین حصنی شام کے بہت بڑے تاجر ہیں لیکن خدمت میں اتنے بڑھے ہوئے ہیں کہ اپنے اخلاص کی وجہ سے وہ خادم زیادہ نظر آتے ہیں رئیس کم نظر آتے ہیں“۔

ایک دن قیام دمشق کے دوران ایک مجلس میں حضرت خلیفہ ثانیؓ مختلف احباب سے حالات دریافت فرماتے رہے۔ اس دوران میں عطروں کا ذکر آیا الف لیلہ میں دمشق کے عطروں کا بڑا ذکر آتا ہے۔ احباب نے عرض کیا کہ یہاں تو فرانسیسی عطر زیادہ قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں لیکن بعض عطر مثلاً گلاب اور چنبیلی خاصے اچھے ہیں۔ الحاج سید بدرالدین الحصنی نے اسی اثناء میں کسی کو مختلف قسم کے عطر لانے کی ہدایت کر دی اور چند منٹ بعد مختلف عطر وہ حضور کی خدمت میں پیش کر رہے تھے۔ حضور نے مختلف عطروں کو سونگھتے ہی بتا دیا کہ یہ سب کیمیکل ایسنس کے ہیں۔

آپ کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ حضرت خلیفۂ ثانی نے دمشق سے روانگی سے قبل آپ کے گھر میں ہی عربی زبان میں 6 مئی 1955ء کو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس کا مفہوم یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آج سے تقریباً نصف صدی قبل جب کہ آپ میں سے اکثر ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے حضرت مسیح موعودؑ کو الہام فرمایا

”یدعون لک أبدال الشام وعباد الله من العرب“

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ 86)

اور آج آپ کے وجود سے یہ الہام پورا ہو گیا ہے۔

مکرمہ السیدۃ نظمیۃ الحصنی صاحبہ

آپ مکرم منیر الحصنی صاحب کی اکلوتی بہن تھیں۔ آپ کا شمار دمشق کے ابتدائی احمدیوں میں ہوتا ہے۔ آپ دمشق کے ایک علاقے ”المیدان“ میں رہتی تھیں جہاں کبھی کبھار ایک دینی علوم پڑھانے والی عورت کے پاس جاتیں اور اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور کی خبر دینے کے بعد تبلیغ کرتی تھیں۔ یہ عورت نہ صرف انکار سے کام لیتی بلکہ کبھی کبھار تمسخر کا نشانہ بھی بناتی۔ لیکن مسلسل تبلیغ کرتے رہنے سے ان کی کوششیں بر آئیں اور یہ عورت احمدی ہو گئی۔ آپ کی وفات پچاس کی دہائی کے ابتدائی سالوں میں ہوئی۔

مکرم منیر المالکی صاحب

آپ 1902ء میں دمشق کے ایک محلّہ الحریقہ میں پیدا ہوئے۔ آپ شام کے شہید ہیرو عدنان المالکی کے چچازاد بھائی تھے۔ عدنان المالکی کی خدمات اور شہادت کی وجہ سے حکومت نے دمشق میں ان کا ایک مجسمہ نصب کیا ہے۔ آپ کا خاندان دمشق کا پرانا خاندان سمجھا جاتا ہے۔ آپ نے بیروت میں امریکن یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی اس کے بعد 1922ء میں میکینکل انجینئرنگ کی تعلیم کے لئے جرمنی کا سفر اختیار کیا اور تین سال تک وہاں قیام کیا۔ وہاں ان کی ملاقات مکرم منیر الحصنی صاحب سے ہوئی جو کہ ان کی طرح انجینئرنگ کی تعلیم کے لئے جرمنی میں مقیم تھے۔ یوں ان دونوں کے درمیان مضبوط دوستی کی بنیاد پڑ گئی۔ جرمنی سے واپسی کے کچھ عرصہ کے بعد دمشق یونیورسٹی کے لاء کالج میں دونوں دوستوں کی دوبارہ ملاقات ہوئی۔ مکرم منیر الحصنی صاحب نے ان کو تبلیغ کی جس کے نتیجہ میں یہ احمدیت کی آغوش میں آ گئے۔ آپ کا شمار دمشق کے پرانے احمدیوں میں ہوتا ہے۔

1930ء میں آپ کو حکومت کی طرف سے ”الفیجۃ“ نامی چشمہ کے پانی کی سپلائی کے ادارہ کے ڈائریکٹر کا منصب سپرد کیا گیا۔ دمشق کے پورے شہر کو اس چشمے سے پینے کے پانی کی سپلائی ہوتی تھی۔ 1949ء میں وزیر اعظم خالد العظم نے آپ کو فلسطینی مہاجرین کی فلاح و بہبود کے لئے بنائے گئے ایک ادارے کا ڈائریکٹر بنا دیا۔ آپ نے عربی قومی پارٹی کے قیام میں بھی قابل قدر کوششیں کیں اور بعد ازاں اس پارٹی کے سیکرٹری بنے۔

سیرین وزارت ثقافت کی طرف سے 1991ء میں شائع شدہ کتاب ”من میسلون إلی الجلاء“ میں لکھا ہے کہ شام کے صدر نے کئی مرتبہ سیرین فوج کے لئے اسلحہ اور جہاز وغیرہ خریدنے کی ذمہ داری آپ کے سپرد کی۔

آپ نہایت مخلص اور اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جب 1955ء میں دمشق میں تشریف لے گئے تو مکرم منیر المالکی صاحب کو بھی شرف ملاقات نصیب ہوا۔ آپ نے حضورؓ کے اعزاز میں 4 مئی 1955ء کو دعوتِ عشائیہ دی جس میں حضور نے شرکت فرمائی۔ اس دعوت میں کئی ایک شامی احباب بھی مدعو تھے۔ اسی طرح حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے ساتھ بھی آپ کے نہایت مخلصانہ تعلقات تھے۔

مکرم شفیق شبیب صاحب

مکرم شفیق شبیب صاحب شام کے مشہور موسیقار تھے۔ آج تک شام کے نشریاتی ادارے مختلف تقریبات کے موقعہ پر آپ کو یاد کرتے ہیں۔ بیعت کرنے سے پہلے آپ کو شامی حکومت کی طرف سے قاہرہ میں موسیقی کے ایک میلے میں نمائندہ کے طور پر بھجوایا تھا۔ لیکن بیعت کرنے کے بعد آپ نے شامی ریڈیو سے استعفیٰ دے دیا جہاں آپ کسی اہم پوسٹ پر کام کر رہے تھے۔ حکومت کی طرف سے آپ کو استعفیٰ واپس لینے پر آمادہ کرنے کی کوششیں کی گئیں لیکن آپ نے انکار کر دیا اور استعفیٰ کی وجہ بھی نہیں بتائی۔ آپ کی موسیقی کے میدان میں قابلیت کے علاوہ ریڈیو کے نشریاتی نظام میں مختلف شعبوں میں تجربہ کے پیش نظر حکومتی اداروں کی طرف سے آپ کو واپس لانے کی کوششیں جاری رہیں اور تین چار سال کی کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ نے اس شرط پر اپنا عہدہ سنبھالنے کی حامی بھر لی کہ آپ نہ تو موسیقی کی مجالس میں جائیں گے اور نہ ہی آلات موسیقی کو بجائیں گے۔ لیکن اسکے باوجود آپ کا اس کام میں دل نہ لگا اور آپ نے دوبارہ استعفیٰ دے دیا۔ چنانچہ استعفیٰ واپس لینے کے لئے دوبارہ آپ کے ساتھ رابطے شروع کئے گئے۔ لوگ آ کے آپ کو کہتے تھے کہ جب آپ کی تمام شرائط پوری ہو رہی ہیں پھر آپ کے استعفیٰ دینے کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے رؤیا میں سمجھایا گیا ہے کہ اسلام میں موسیقی حرام ہے۔

شیخ ناصر الدین البانی عالم اسلام میں حدیث کے بڑے عالم مانے جاتے ہیں۔ ایک دفعہ یہ شیخ صاحب مکرم منیر الحصنی صاحب کے ساتھ مناظرہ کے لئے آئے۔ لیکن ان کی عدم موجودگی کی وجہ سے مکرم شفیق شبیب صاحب نے کہا کہ میں آپ سے مناظرہ کرتا ہوں۔ چنانچہ فیصلہ ہوا کہ یہ مناظرہ تحریری ہوگا۔ اور ابتداوفات مسیح کے مسئلہ سے ہوگی۔ شیخ ناصر الدین تو حیات مسیح کا قائل تھا۔ اور اس نے اسی کے حق میں دلائل دینے شروع کئے تو اس موقعہ پر دمشق کے ایک نو احمدی دوست محمد الشواء صاحب نے شیخ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ شاید آپ کو یاد ہو کہ میں آپ کے پاس آیا کرتا تھا اور ہمیشہ وفات مسیح کے متعلق دریافت کرتا تھا۔ اس وقت آپ نے مجھے کہا تھا کہ ہم عیسائیوں کا منہ بند کرنے کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام تو وفات پا گئے ہیں۔

اس یاد دہانی کے بعد مکرم محمد الشواء صاحب نے ناصر الدین البانی صاحب کو مخاطب کر کے پوچھا:

اب آپ بتائیں کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام حقیقت میں وفات پا گئے ہیں یا نہیں؟ دو دو دفعہ خاموشی کے بعد تیسری دفعہ اس سوال کے جواب میں انہوں نے کہا: نہیں۔ یوں یہ مناظرہ یہیں پہ ختم ہو گیا۔ شاید شیخ ناصر الدین صاحب کو بھی اپنی دوغلے پن کا احساس ہو گیا تھا اس لئے مناظرہ سے بھاگنے میں ہی عافیت سمجھی۔ تاہم ایک بات ضرور نمایاں طور پر سامنے آ جاتی ہے کہ نہ چاہتے ہوئے بھی شیخ صاحب اس بات کے معترف تھے کہ جو فطرتی ہتھیار عیسائیوں کا منہ بند کرنے کے لئے استعمال ہونا چاہئے وہ وفات مسیح کا اثبات ہی ہے۔ لیکن اس کے برملا اظہار سے اعراض کی دیگر وجوہات کے علاوہ شاید بڑی وجہ یہ بھی ہو کہ یہ عقیدہ تو جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے۔ اور خواہ ثابت بھی ہو جائے کہ جماعت احمدیہ حق پر ہے پھر بھی یہ دین کے ٹھیکیدار تقویٰ کی راہ سے منہ موڑ کر اس حق کی مخالفت اور دشمنی پر مصر تھے۔

افسوس کہ اس مذکورہ بالا تحریری مناظرہ کو وزارت اوقاف نے 1950ء میں اپنے قبضہ میں لے لیا۔

مکرم شفیق شبیب صاحب نے 1966ء یا 1967ء میں تقریباً اسّی سال کی عمر میں وفات پائی۔

مکرم ممدوح الدُر گشلی صاحب

آپ کو جماعت کا تعارف مکرم شفیق شبیب صاحب کے ذریعہ ہوا۔ اور آپ نے چالیس کی دہائی کے ابتدائی سالوں میں بیعت کر لی۔ آپ مشہور و معروف قاضی تھے۔ پھر آپ دمشق میں Estate interests کے شعبہ کے صدر بن گئے۔ پھر ترقی کر کے پچاس کی دہائی میں ضلع دمشق کے مرکزی دفتر میں گورنر کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔

آپ کی سیکرٹری کے عہدہ پر ترقی کا واقعہ بھی بہت دلچسپ ہے۔ آپ کی ترقی کی سفارش آپ کے دیگر ساتھیوں کے ساتھ ہوئی تھی۔ لیکن جب مرکزی وزارت سے جواب آیا تو اس میں آپ کا نام نہیں تھا۔ آپ نے کچھ انتظار کیا لیکن آپ کی ترقی کا معاملہ مسلسل تاخیر کا شکار ہوتا گیا۔ آپ نے نہایت مضطربانہ حالت میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! میری ترقی کیوں رک گئی ہے جبکہ میں تو حتی الوسع تیری اطاعت کرنے کی کوشش کرتا ہوں، لیکن دوسری طرف حال یہ ہے کہ لوگ عصیان کے مرتکب ہونے کے باوجود ترقی پاتے جا رہے ہیں۔ اس دعا کے بعد آپ کو خواب میں فرشتہ نظر آیا جس نے آپ کو سورہ الاخلاص اور الفلق اور النّاس کی تفسیر سکھائی۔ جب آپ جاگے تو مکمل اطمینان تھا، اور اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ یہ انتظار دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان واختبار تھا اور اللہ تعالیٰ انہیں ضائع نہیں کرے گا۔ چنانچہ اس خواب کے تھوڑا عرصہ بعد ہی آپ کی گورنر کے سیکرٹری کے عہدہ پر ترقی ہو گئی۔

آپ کے عرصۂ ملازمت کے دوران ایک دفعہ ایک گورنر کی مدت ملازمت ختم ہو گئی اور تقریباً سات آٹھ ماہ تک نئے گورنر کی تعیناتی عمل میں نہ آ سکی، اس عرصہ میں آپ کو حکم ہوا کہ آپ گورنر دمشق کے فرائض بھی انجام دیتے رہیں۔ چنانچہ سات آٹھ ماہ تک بحیثیت گورنر فرائض انجام دینے کے بعد جب وزارت داخلہ نے آپ کو گورنر کے عہدہ پر فائز کرنا چاہا تو آپ

خود وزیر داخلہ کے پاس گئے اور انہیں بتایا کہ آپ احمدی ہیں۔اس پر اس وزیر داخلہ نے کوئی اعتراض نہ کیا اور یوں آپ نے گورنر کا عہدہ سنبھال لیا۔آپ اہل وطن کے لئے بے مثال خدمات اور انکے ساتھ اخلاص ومحبت کے ساتھ پیش آنے میں بہت مشہور تھے۔آپ کی وفات ساٹھ کی دہائی میں ہوئی۔

مکرم محمد الذھب صاحب

آپ کا تعلق دمشق کے قریبی سیاحی مقام ’’الزبدانی‘‘ سے تھا۔آپ دمشق ایئر پورٹ پر پھولوں اور پودوں کی دیکھ بھال کا کام کیا کرتے تھے۔مکرم شفیق شبیب صاحب کو اپنے گھر کے باغیچہ کو سنوارنے کے لئے ایک عدد مالی کی ضرورت تھی چنانچہ انہوں نے ان کی خدمات حاصل کیں۔اور یوں محمد الذھب صاحب ان کے گھر آنے جانے لگے۔مکرم شفیق شبیب صاحب ان کو وقتاً فوقتاً احمدیت کے بارہ میں بتاتے رہتے تھے۔ آخر جب ان کا دل مطمئن ہو گیا تو انہوں نے خود ہی بیعت کی خواہش کا اظہار کیا اور یوں شفیق صاحب انکو لے کر مکرم منیر الحصنی صاحب کے پاس تشریف لائے جہاں آپ نے چند سوالات کے بعد بیعت کرلی۔

آپ نمازوں کے بہت زیادہ پابند تھے۔ اور اپنے بیٹے کے ہمراہ مکرم محمد الشواء صاحب کے گھر فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے تشریف لاتے تھے۔آپ کی وفات ساٹھ کی دہائی میں ہوئی۔

مکرم ابراہیم الجبّان صاحب

آپ کا شمار دمشق کے قدیم اساتذہ میں ہوتا ہے۔آپ تعلیم کے شعبہ میں اور علم کی روشنی پھیلانے کے لئے کوشاں رہنے کی وجہ سے مشہور تھے۔آپ چالیس کی دہائی کے اخیر میں احمدیت میں داخل ہوئے۔ پھر آپ کے ذریعہ آپ کی بہن اُمّ نور بھی احمدی ہوگئیں اور ان کے بعد ان کا بیٹا انور الشریف بھی احمدیت کی آغوش میں آ گیا۔

آپ نہایت سلجھے ہوئے، اعلیٰ ظرف کے مالک اور بااخلاق انسان تھے۔تبلیغ احمدیت کا جنون تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دوسرے سفر یورپ کے دوران دمشق میں قیام کے موقع پر آپ نے حضورؓ کی مدح میں ایک قصیدہ بھی لکھا جسے حضورؓ کے سامنے پڑھ کر سنایا۔اسی طرح اس وفد میں بھی شامل ہوئے جو شام سے بیروت تک حضورؓ کے ساتھ گیا اور راستے میں بعلبک کے آثار قدیمہ کی سیر بھی کی۔آپ کی وفات ساٹھ کی دہائی میں ہوئی۔

مکرمہ جہان ام نور صاحبہ

آپ اپنے بھائی مکرم ابراہیم الجبان صاحب کے ذریعہ احمدی ہوئیں۔آپ دمشق کے بعض سکولوں میں ایجوکیشنل کنسلٹنٹ کے طور پر کام کرتی تھیں۔آپ کی بیعت کا قصہ بھی عجیب ہے۔آپ کا بھائی آپ کو بیعت کے لئے کہتا تھا لیکن آپ کہتی تھیں کہ اگر آپ غلطی پر ہوئے تو میں اپنے آپ کو اس جھنجھٹ میں کیوں ڈالوں۔چنانچہ آپ کے بھائی نے کہا کہ تم استخارہ کرلو کیوں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ استخارہ کرنے والا کبھی ٹھوکر نہیں کھاتا۔اس کے بعد انہوں نے آپ کو دعائے استخارہ سکھائی۔آپ نے استخارہ کے دوران اپنے رب سے یہ دعا کی کہ اے اللہ تو مجھے ایسے واضح طریق پر اس جماعت کے بارہ میں راہنمائی فرما جس میں کوئی شک وشبہ کی بات نہ ہو اور جسے مَیں خود ہی سمجھ سکوں ۔ یہ نہ ہو کہ مجھے اس کے سمجھنے کے لئے کسی اور کے پاس جانا پڑے۔چنانچہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ ایک پہاڑ پر کھڑی ہیں جس کے ایک جانب لوگوں کا ایک گروہ اس پہاڑ پر جانے کے لئے سڑک بنا رہا ہے۔ان میں ان کا بھائی بھی ہے۔آپ ان کو پوچھتی ہیں کہ تم کیا کر رہے ہو؟ تو وہ جواب دینے کی بجائے اسے سوال پوچھتے ہیں کہ کیا تم ابھی تک جماعت احمدیہ اور اس کے بانی پر ایمان نہیں لائی ہو؟ کیونکہ ابھی یہاں پر ایک تند وتیز سیلاب آنے والا ہے لہذا اگر تم ہمارے ساتھ نہ آئی تو وہ سیلاب اپنے رستہ میں آنے والی ہر چیز کو بہا کر لے جائے گا۔پھر آپ کے بھائی نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور آپ کو کہا کہ تم ابھی تک ایمان نہیں لائی؟ یہ کہہ کر آپ کا ہاتھ تھام لیا۔

جب آپ کی آنکھ کھلی تو وہ فجر سے پہلے کا وقت تھا۔آپ نے اپنے بھائی کو جگایا اور انہیں اپنی خواب سنانے کے بعد کہا کہ مجھے ابھی مکرم منیر الحصنی صاحب کے پاس لے چلو کیونکہ مَیں بیعت کرنا چاہتی ہوں۔ان کے بھائی نے بڑی مشکل سے انہیں آمادہ کیا کہ اس وقت جانا مناسب نہیں ہے صبح ہونے پر ہم چلے جائیں گے۔چنانچہ صبح ہوتے ہی آپ اپنے بھائی کے ہمراہ مکرم منیر الحصنی صاحب کے پاس لے گئیں اور انہوں نے بیعت کرلی۔

مکرم انور الشریف ابو غلام صاحب

آپ اپنے ماموں مکرم ابراہیم الجبّان صاحب کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہوئے۔آپ سے قبل آپ کی والدہ صاحبہ بھی احمدیت کی آغوش میں آگئی تھیں۔آپ دمشق میں ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کر رہے تھے اور چوتھے سال کی پڑھائی جاری تھی کہ احمدیت کی وجہ سے آپ کی زبردست مخالفت ہوئی اور بکثرت مخالفانہ باتیں اور ایذادہی کے کلمات سننے کی وجہ سے آپ نفسیاتی امراض کا شکار ہو گئے۔اور دو سال تک نفسیاتی امراض کے ہسپتال میں زیر علاج رہے۔یوں آپ تعلیم کو جاری نہ رکھ سکے۔اور روبصحت ہو کر آپ نے ڈرائینگ اور پینٹنگ کی تعلیم حاصل کی اور دمشق کے ضلعی دفاتر میں نوکری کرنی شروع کی جسے آپ نے اپنی وفات تک جاری رکھا۔آپ نوے کی دہائی کے شروع میں اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔

آپ نے اپنے بیٹے کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام پر ’’غلام احمد‘‘ رکھا۔

آپ نے ارادہ کیا کہ پیدل سفر کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا جائے اور جلسہ سالانہ میں شمولیت اور ربوہ کی زیارت کی جائے۔ چنانچہ سفر شروع کیا اور افغانستان تک پہنچے جہاں آپ کی دو دفعہ چوری ہوگئی جس کی وجہ سے آپ سفر جاری نہ رکھ سکے اور مجبورًا واپس لوٹ گئے۔

آپ کو تبلیغ کا از حد شوق تھا۔ایک مرتبہ آپ دمشق کے نواحی علاقے میں مقیم بدوی قبائل میں گئے جہاں قبیلہ کے سردار نے انہیں اپنا مہمان بنایا اور آنے کی وجہ پوچھی۔ آپ نے بتایا کہ میں تمہارے پاس امام مہدی کے ظہور کی خوشخبری لے کر آیا ہوں اور بتانے آیا ہوں کہ اب امام مہدی کی جماعت دمشق میں بھی موجود ہے۔اس کے بعد آپ ایک ماہ تک ان میں تبلیغ کرتے رہے۔

آپ بہت ذہین اور قابل انسان تھے۔آپ نے انبیاء کا شجرہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شجرہ نسب بھی تیار کیا تھا اسی طرح ہجرت نبوی سے شروع کر کے شمسی کیلنڈر بھی بنایا تھا لیکن یہ سب کچھ ضائع ہوگیا۔

مکرم سعید القبانی صاحب

آپ نے وکالت کی تعلیم حاصل کی تھی اور ٹیکس کے محکمہ میں نوکری کرتے تھے۔آپ کے سسر عبد الرحمٰن الطباع شام کے وزیر اوقاف تھے۔آپ نے پچاس کی دہائی میں بیعت کی۔ حضرت خلیفہ ثانی نے 1955ء میں قیام دمشق کے دوران ان کے پہلے نکاح کا اعلان فرمایا تھا۔اسی طرح آپ اس وفد میں بھی شامل تھے جو حضورؓ کے ساتھ بیروت گیا تھا۔

مکرم کمانڈر محمد علی بک الارناؤط صاحب

آپ سلطان عبد الحمید کے عہد میں مدرسہ حربیہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ پھر مختلف آفیسرز کے وفد کے ہمراہ جدید اسلحہ اور اسکے استعمال کی تربیت کے لئے جرمنی اور آسٹریا گئے۔پھر استنبول تشریف لائے جہاں آپ کی تقرری Military General Service Staff کی انٹیلی جنس برانچ میں بطور اٹیچی ہوئی۔ایام جنگ میں آپ نے بطور کمانڈر دمشق کی حفاظت کے لئے مامور دستے کی قیادت بھی کی۔ اور یوں جنگ کے ہولناک دنوں میں اہل دمشق کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔

السید محمد علی پر صداقت احمدیت کا انکشاف بذریعہ خواب ہوا تھا چنانچہ انہوں نے عالم رؤیا میں دیکھا کہ ایک شخص آپ سے کہہ رہا ہے احمد القادیانی صادقٌ ۔ یعنی احمد قادیانی سچے ہیں۔ اس کے بعد الاستاذ منیر الحصنی صدر جماعت احمدیہ دمشق کی تحریک و تبلیغ پر آپ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوگئے۔ آپ جماعت احمدیہ دمشق کے ناظم تبلیغ رہے۔اپریل 1947ء کے شروع میں آپ کا انتقال ہوا۔آپ کے جنازہ میں ملک کی بڑی بڑی شخصیات، وزراء اور اعلیٰ عسکری شخصیات نے شرکت کی۔اسی طرح فوج کے ایک دستے نے بھی حکومت کی طرف سے اپنی نمائندگی کی۔ ان میں سے ایک کمانڈر نے آپ کی وفات پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا: میری زندگی اور میرے وجود پر اس عظیم کمانڈر کا بہت بڑا قرض ہے جس نے مجھے اور میرے جیسے کئی عرب نوجوانوں کو موت کے گھاٹ چڑھنے سے بچایا۔

دمشقی پریس نے مرحوم کی صفات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ اہل شام کا پرانا اور حقیقی دوست ان سے جدا ہو گیا ہے۔الف باء، الایام، القبس ، الکفاح، النصر، المناد، النضال وغیرہ شامی اخبارات نے اپنے کالموں میں آپ کے دینی و ملی کارناموں کو خراج تحسین پیش کیا۔

بوقتِ وفات آپ کی جیب میں ایک پائی بھی نہ تھی۔ حالانکہ آپ جن عہدوں پر فائز رہے وہاں سے لوگ فقیر سے امیر ترین ہو کر نکلے لیکن آپ نے ہمیشہ خداتعالیٰ کی رضا کو دنیا اور اس کی خوش رنگیوں پر فضیلت دی۔

(از تاریخ احمدیت جلد 11 صفحہ 269، مجلة البشریٰ ا[illegible]لد15 تموز 1949ء صفحہ140تا 143)

(باقی آئندہ)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس(30)پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس(45)پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ(65)پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

کام کی باتیں

- ......جب بھی آلو کاٹیں تو انگلیوں پر لیموں کا رس لگالیں۔آلو کالے نہیں ہوں گے۔
- ......بھنڈی پکاتے ہوئے نمک سب سے آخر میں ڈالیں اس سے بھنڈی میں لیس نہیں آتی۔
- ......ململ کے کپڑے کو سفید سرکے میں بھگو کر اس میں کاٹیج چیز (گھر میں بنا ہوا پنیر) لپیٹیں پھر پلاسٹک کے شاپر میں رکھ کر فرج میں رکھیں کافی دنوں تک تازہ رہے گا۔
- ......لیموں زیادہ عرصہ تک محفوظ رکھنا ہو تو لیموں پر گرم گرم موم کا ایک قطرہ ٹپکا دیں اور فریز کر دیں۔ لیموں کافی عرصہ تک صحیح حالت میں رہے گا۔
- ......تلنے سے پہلے کارن فلور چھڑکنے سے آلو کے چپس اور پکوڑے وغیرہ خستہ اور خشک ہوجاتے ہیں۔
- ......ڈبل روٹی اگر تازہ کرنی ہو تو ڈبل روٹی فوئل میں لپیٹ کر پانچ منٹ کے لئے اوون میں رکھیں۔ ہلکا گرم کریں ڈبل روٹی تازہ ہوجائے گی۔
- ......آٹا، بیسن یا میدہ میں دو تین تیز پات کے پتے ڈال دیں سسریاں نہیں پڑیں گی۔
- ......آٹے کو اگر ہلکے نیم گرم پانی سے گوندھیں تو پوریاں زیادہ نرم بنیں گی۔
- ......صبح نہار منہ ایک کھانے کا چمچہ شہد اور آدھے لیموں کا رس ایک گلاس پانی میں ملا کر پینے سے وزن بہت جلدی کم ہوجاتا ہے۔
- ......ہری پیاز کو کاٹ کر برف کے پانی میں بھگوئیں پھر سوپ میں ڈالیں تو پک کر خستہ رہیں گی۔

(بشکریہ ماہنامہ مصباح ربوہ)

خطبہ جمعہ

آج خدا تعالیٰ کا کلام کہ "وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَار" انہیں پر پورا ہوتا ہے جو اپنے دلوں کو پاک کرتے ہوئے حقیقی رنگ میں اللہ تعالیٰ کو پانا چاہتے ہیں اور وہ آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آئے ہوئے زمانے کے امام کو قبول کرتے ہیں

جو جماعت اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نے قائم فرمائی ہے اس کو کوئی ختم نہیں کر سکتا کہ یہ بات بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیروں میں سے ایک تقدیر ہے اور اٹل تقدیر ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ہی غالب رہیں گے۔

دنیا والوں کی بقا اسی میں ہے کہ اس کی صفت لطیف سے فیض پانے کے لئے کوشش کریں اور قوی اور لطیف خدا کے شیر کی جماعت کی مخالفت میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے محروم نہ کریں

پاکستان میں احمدیوں کے حالات آج کل بہت زیادہ خطرناک صورتحال اختیار کر رہے ہیں۔ اس لئے بہت دعائیں کرنی چاہئیں

ندوستان، انڈونیشیا، کرغیزستان اور قازقستان میں بھی جماعت کی مخالفت کے حوالہ سے احباب جماعت کو دعاؤں کی خصوصی تحریک

(اللہ تعالیٰ کی صفت لطیف کے مختلف پہلوؤں کا لغوی معانی اور قرآن کریم میں اس صفت کے بیان کے حوالہ سے پُر معارف بیان)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 17 اپریل 2009ء بمطابق 17/شہادت 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے مختلف آیات میں بعض مضامین بیان فرما کر جن میں مختلف رنگوں میں خدا تعالیٰ کی اپنے بندوں پر مہربانیوں کا ذکر ہے اس کو اپنی صفت لطیف کے ساتھ باندھا ہے۔ ان متفرق آیات اور مضامین کا مَیں اس وقت کچھ ذکر کروں گا لیکن اس سے پہلے لفظ لطیف کے معنوں کی وضاحت بھی کردوں۔ جو بعض لغات میں ہیں یا قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں مفسرین نے بیان کی ہیں۔

اَقْرَبُ الْمَوَارِد جو لغت کی کتاب ہے۔ اس میں اَللَّطِيْفُ کا معنے لکھا ہے کہ لطف و مہربانی کرنے والا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے بھی ہے اور تب اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ اپنے بندوں سے حسن سلوک کرنے والا۔ اپنی مخلوق کو ان کے منافع۔ نرمی اور مہربانی سے عطا کر کے ان سے حسن سلوک کا معاملہ کرنے والا۔ باریک در باریک اور مخفی در مخفی امور کو جاننے والا۔

علامہ قرطبی نے اس لفظ کے معنے کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر لطف کرنے سے مراد انہیں اعمال حسنہ کی توفیق بخشنا اور گناہوں سے بچائے رکھنا ہے۔ ملاطفت یعنی حسن سلوک بھی اسی سے نکلا ہے۔

پھر جنید بغدادی رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ لطیف وہ ہے کہ جس نے ہدایت کے نور سے تیرے دل کو منور کیا اور غذا کے ذریعہ تیرے بدن کی پرورش کی اور آزمائش کے وقت میں تیرے لئے اپنی ولایت رکھی ہے۔ جب تو شعلوں میں پڑتا ہے تو وہ تیری حفاظت کرتا ہے اور اپنی پناہ کی جنت میں تجھے داخل کرتا ہے۔

الکُرظی کہتے ہیں کہ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ کا مطلب ہے کہ حکم دینے اور محاسبہ کرنے میں بندوں سے بہت نرمی کرنے والا۔ بعض نے کہا ہے کہ اَللَّطِيْف سے مراد وہ ہے جو اپنے بندوں کی خوبیاں تو شائع کرتا ہے لیکن ان کی کمزوریوں کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ اور یہی مضمون آنحضرت ﷺ کے اس قول میں بیان ہوا ہے۔ کہ يَامَنْ اَظْهَرَالْجَمِيْلَ وَ سَتَرَالْقَبِيْحَ یعنی اے وہ خدا جو اچھی باتوں کو ظاہر کرنے والا اور ناپسندیدہ چیزوں کی پردہ پوشی کرنے والا ہے۔

اَللَّطِيْفُ کے ایک معنے یہ کئے گئے ہیں کہ جو تھوڑی سی دی ہوئی قربانی کو قبول کرتا ہے مگر بدلہ عظیم الشان دیتا ہے۔

ایک معنی یہ کئے گئے ہیں کہ لطیف وہ ہے جو اس شخص کے کام سنوارے جس کے سب کام ٹوٹ اور بکھر گئے ہوں اور جو تنگ دست کو خوشحالی عطا کرتا ہے۔

پھر اس کے ایک معنے یہ ہیں کہ لطیف وہ ہے جو نافرمانی کرنے والے کی گرفت کرنے میں جلدی نہیں کرتا اور جو کوئی اس سے امید رکھتا ہے وہ اسے نامراد نہیں رکھتا۔

بعض نے لَطِيْفٌ کے یہ معنے کئے ہیں کہ وہ جو عارفوں کے اندرونوں میں اپنی ذات کے مشاہدے کے ذریعہ ایک چراغ جلا دیتا ہے اور صراط مستقیم کو ان کا منہاج بنا دیتا ہے اور اپنے نیک سلوک کے موسلا دھار برستے ہوئے بادلوں سے انہیں وسیع انعام عطا کرتا ہے۔

تفسیر قرطبی نے لکھا ہے کہ خطابی کہتے ہیں کہ لَطِيْف، بندوں سے حسن سلوک کرنے والے اس وجود کو کہتے ہیں جو ان کے ساتھ ایسے پہلوؤں سے جن کو وہ بندے جانتے ہیں لطف و احسان کا معاملہ کرتا ہے اور ان کے لئے ان کی خیر خواہی کے اسباب ایسی ایسی جگہوں سے پیدا کرتا ہے جس کا وہ اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔

بعض علماء کے نزدیک اَللَّطِيْفُ وہ ہے جو معاملات کی باریکیوں کو بھی خوب جانتا ہے۔ اس کے ایک معنی بڑے واضح ہیں کہ باریک بینی سے دیکھنے والا۔

ان ساری باتوں کا جو خلاصہ نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ ایک تو اللہ تعالیٰ اپنی اس صفت کے تحت ہدایت

کے نور سے خود منور کرتا ہے۔ پھر نمبر 2 یہ کہ وہ اپنی صفت لطیف کے تحت ہماری جسمانی اور روحانی نشو ونما اور پرورش کے سامان کرتا ہے۔

پھر یہ کہ وہ اپنی صفت کے تحت ہماری آزمائش کے وقت ہمارا دوست اور ولی ہوتا ہے۔

پھر یہ کہ وہ جہنم سے بچاؤ کے طریق ہمیں سکھاتا ہے۔

نمبر 5 یہ کہ وہ تکالیف کے وقت ہماری حفاظت فرماتا ہے۔

پھر یہ کہ وہ اپنی صفت لطیف کے تحت ہماری پردہ پوشی فرماتا ہے۔

پھر وہ اپنی اس صفت کے تحت ہماری تھوڑی سی قربانیوں کا بہت بڑا اور عظیم اجر دیتا ہے۔

اور پھر اپنی صفت لطیف کی وجہ سے انسان کو سزا دینے اور پکڑنے میں جلدی نہیں کرتا۔

اور اس کے ایک معنے یہ ہیں کہ اس صفت کے تحت بڑی باریک بینی اور گہرائی سے ہر معاملے پر نظر رکھنے والا ہے۔ اور یہ سب باتیں ایسی ہیں جن کا قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے صفت لطیف کے حوالے سے ذکر فرمایا ہے۔

قرآن کریم میں سورۃ انعام کی آیت 104 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَاتُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَ ھُوَیُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وَ ھُوَاللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ کہ آنکھیں اس کو نہیں پاسکتیں ہاں وہ خود آنکھوں تک پہنچتا ہے اور وہ بہت باریک بین اور ہمیشہ باخبر رہنے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’بصارتیں اور بصیرتیں اس کی کنہ کو نہیں پہنچ سکتیں‘‘۔ (شحنۂ حق ،روحانی خزائن جلد نمبر 2صفحہ 398)

تمہاری نظریں، تمہارا عقل و شعور اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ یعنی خدا تعالیٰ کی تلاش میں اگر یہ کوشش ہو کہ وہ ہمیں نظر آ جائے تو یہ ناممکن ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لطیف ہے۔ وہ ایک ایسا نور ہے جو نظر نہیں آ سکتا۔ ہاں جن پر پڑتا ہے ان کو ایسا روشن کر دیتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی تائیدات اور نشانات کا اظہار کرنے والے وجود بن جاتے ہیں اور یہ نور سب سے زیادہ انبیاء کو ملتا ہے اور سب سے بڑھ کر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ کو یہ نور ملا۔ لیکن جو آنکھوں کے اندھے تھے، جن کی بصارتیں بھی کمزور تھیں، جن کی بصیرتیں بھی کمزور تھیں انہیں یہ سب کچھ نظر نہیں آیا اور وہ آپ کے فیض سے محروم رہے۔ جو بڑے بڑے عقلمند سمجھے جاتے تھے اور سرداران قوم تھے ان کو تو خدا تعالیٰ کا نور نظر نہ آیا لیکن غریب لوگ جن کی لگن اور کوشش سچی تھی، جو چاہتے تھے کہ خدا تعالیٰ کا نور ان تک پہنچے انہیں آنحضرت ﷺ میں خدا تعالیٰ کے نور کا پرتوَ نظر آ گیا۔

پس خدا تعالیٰ کے نور کے نظر آنے میں کسی دنیاوی عقل، کسی دنیاوی تعلیم، کسی دنیاوی وجاہت، بادشاہت یا رتبے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ جو بڑی باریک بینی سے اپنی صفت لطیف کے تحت ہر دل پر نظر رکھے ہوئے ہے اور اس بات سے باخبر ہے کہ نور کی تلاش کرنے والوں کے دل میں اس تلاش کی جو چاہت ہے وہ سچی چاہت ہے تو وہ خود ایسے سامان پیدا فرما دیتا ہے کہ وہ نور اور روشنی جو انبیاء لاتے ہیں اسے نظر آ جاتی ہے اور اس کے لئے روحانیت کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں۔ چاہے دنیاوی لحاظ سے وہ شخص کچھ بھی حیثیت نہ رکھنے والا ہو۔

پس اگر خواہش سچی ہو تو اللہ تعالیٰ خود اپنی صفات کے اظہار سے بندے کی ہدایت کے سامان پیدا فرما دیتا ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ اپنے نور کا اظہار اپنے انبیاء کے ذریعہ کرتا ہے جو اس کی توحید کے قیام کے لئے آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا نور لے کر یہ توحید کی روشنی چاروں طرف پھیلاتے ہیں اور سب سے زیادہ یہ روشنی آنحضرت ﷺ کے ذریعہ دنیا میں پہنچی کیونکہ خدا تعالیٰ کی ذات کا سب سے زیادہ ادراک انسان کامل کو ہی ہوا اور آپ اس کامل ادراک کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے رنگ میں مکمل طور پر رنگین ہوئے اور خدا تعالیٰ کی صفات کے پرتوَ بن گئے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ اپنے شعری کلام میں فرمایا کہ ’’نور لائے آسماں سے خود بھی وہ اِک نور تھے‘‘۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

اور اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کے غلام صادق کو آپؐ کی غلامی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس نور سے منور کیا۔ جیسا کہ آپؑ اپنے بارہ میں فرماتے ہیں کہ

آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے
جب سے یہ نور ملا نور پیمبرؐ سے ہمیں
ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے

پس آج خدا تعالیٰ کا کلام کہ وَ ھُوَیُدْرِکُ الْاَبْصَار انہیں پر پورا ہوتا ہے جو اپنے دلوں کو پاک کرتے ہوئے حقیقی رنگ میں اللہ تعالیٰ کو پانا چاہتے ہیں اور وہ آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آئے ہوئے زمانے کے امام کو قبول کرتے ہیں اور پھر خدا تعالیٰ اپنے وجود کے ہر روز نئے رنگ میں جلوے دکھاتا ہے اور انہیں دیکھ کر پھر حقیقی توحید کی پہچان بندے کو ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی غلامی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے آپؑ کا وجود مل گیا اور جب وجود مل گیا تو آپؑ خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا ایک ذریعہ بن گئے اور آنحضرت ﷺ کی غلامی کی وجہ سے آپؑ بھی سچی توحید کی پہچان کروانے والے بن گئے۔

اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں: ’’خدا تعالیٰ کی ذات تو مخفی در مخفی اور غیب در غیب اور وراء الوراء ہے۔‘‘ (بہت چھپی ہوئی۔ بہت دور ہے)۔ ’’اور کوئی عقل اس کو دریافت نہیں کر سکتی جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے کہ لَاتُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَ ھُوَیُدْرِکُ الْاَبْصَارَ۔ یعنی بصارتیں اور بصیرتیں اس کو پا نہیں سکتیں اور وہ ان کے انتہا کو جانتا ہے اور ان پر غالب ہے۔ پس اس کی توحید محض عقل کے ذریعہ سے غیر ممکن ہے۔ کیونکہ توحید کی حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ انسان آفاقی باطل معبودوں سے کنارہ کرتا ہے یعنی بتوں یا انسانوں یا سورج چاند وغیرہ کی پرستش سے دستکش ہوتا ہے ایسا ہی اَنْفُسی باطل معبودوں سے پرہیز کرے۔ یعنی اپنی روحانی جسمانی طاقتوں پر بھروسہ کرنے سے اور ان کے ذریعہ سے عُجب کی بلا میں گرفتار ہونے سے اپنے تئیں بچاوے۔ پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ بجز ترک خودی اور رسول کا دامن پکڑنے کے توحیدِ کامل حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور جو شخص اپنی کسی قوت کو شریک باری ٹھہراتا ہے وہ کیونکر موحّد کہلا سکتا ہے۔‘‘

(حقیقة الوحی ۔روحانی خزائن جلد 22صفحہ 147-148)

پس یہ ہے اللہ تعالیٰ کی روشنی حاصل کرنے اور خالص توحید قائم کرنے کے لئے ایک بندے کی کوشش کہ پہلے اپنے اندر کے جھوٹے معبودوں کو باہر نکالے۔ کسی کو یہ زعم ہو کہ میں دولت رکھتا ہوں، میں قوم کا لیڈر ہوں اور مسلمان بھی ہوں اس لئے خدا تعالیٰ کو پا لیا، مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں تو یہ غلط ہے۔ اگر کسی کو یہ زعم ہے کہ میں دینی علم رکھنے والا ہوں، روحانیت میں مَیں بڑا پہنچا ہوا ہوں اور ایک قوم میرے پیچھے ہے اور اس وجہ سے مجھے خدا تعالیٰ کا فہم و ادراک حاصل ہو گیا ہے تو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ ان سب باتوں کے پیچھے ایک چھپا ہوا تکبر ہے جس کی وجہ سے کوئی بھی کام جو ہے وہ نیک نیتی سے نہیں کیا جاتا، چاہے خدا تعالیٰ کے نام پر نظام عدل قائم کرنے کی کوشش کی جائے یا دین کو پھیلانے کی کوشش کی جائے یا دین کو پھیلانے کا دعویٰ کیا جائے یا شریعت قائم کرنے کی کوشش کی جائے کیونکہ دلوں کے تکبر دور نہیں ہوئے۔ اپنے اندر باطل معبودوں نے قبضہ جمایا ہوا ہے اور اس وجہ سے زمانے کے امام کا بھی انکار ہے۔ اس لئے راستے میں حائل پردے خدا تعالیٰ کے نور کے پہنچنے میں روک بنے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لطیف بھی ہے اور خبیر بھی ہے۔ جہاں وہ ایسا نور ہے جو پاک دلوں میں داخل ہوتا ہے وہاں وہ باریک بینی سے دلوں کے اندرونے دیکھ کر ہر وقت باخبر بھی رہتا ہے کہ کس کے دل میں کیا ہے۔ اور جس کا دل باطل معبودوں سے بھرا ہوا ہو، جن آنکھوں میں دنیاوی ہوا و ہوس ہو وہاں خدا تعالیٰ کا نور نہیں پہنچتا۔ پس اگر حقیقی رنگ میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وَ ھُوَیُدْرِکُ الْاَبْصَارَ یعنی وہ خود آنکھوں تک پہنچتا ہے، سے فیض پانا ہے تو اپنے دلوں کو پاک کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کی توفیق دیتا رہے۔

پھر ایک آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَرَفَعَ أَبَوَیْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّداً وَقَالَ یَا أَبَتِ هَـذَا تَأْوِیلُ رُؤْیَایَ مِن قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّی حَقّاً وَقَدْ أَحْسَنَ بِی إِذْ أَخْرَجَنِی مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُم مِّنَ الْبَدْوِ مِن بَعْدِ أَن نَّزَغَ الشَّیْطَانُ بَیْنِی وَبَیْنَ إِخْوَتِی إِنَّ رَبِّی لَطِیفٌ لِّمَا یَشَاءُ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِیمُ الْحَكِیمُ۔ (سورة یوسف ۔آیت نمبر 101)

یعنی اور اس نے (حضرت یوسف کا ذکر ہے) اپنے والدین کو عزت کے ساتھ اپنے تخت پر بٹھایا اور وہ سب اس کی خاطر سجدہ ریز ہو گئے اور اس نے کہا اے میرے باپ! یہ تعبیر تھی میری پہلے سے دیکھی ہوئی رؤیا کی۔ میرے رب نے اسے یقیناً سچ کر دکھایا اور مجھ پہ بہت احسان کیا جب اس نے مجھے قید خانے

سے نکالا اور تمہیں صحراء سے لے آیا، بعد اس کے کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان رخنہ ڈال دیا تھا۔ یقیناً میرا رب جس کے لئے چاہے بہت لطف و احسان کرنے والا ہے۔ بے شک وہی دائمی علم رکھنے والا اور بہت حکمت والا ہے۔ یہ سورۂ یوسف کی آیت 101 ہے۔

اس آیت میں حضرت یوسفؑ اللہ تعالیٰ کی صفت لطیف کے تحت مہربانیوں اور احسانوں کا ذکر کر رہے ہیں۔ آپؑ کے پاک دل کی وجہ سے بچپن سے ہی خدا تعالیٰ نے آپ کو رؤیاء صادقہ دکھائیں اور آج جب یہ تمام خاندان اکٹھا ہوا تو بچپن کی رؤیا جو آج پوری ہو رہی تھی آپ کو یاد آ گئی۔ باوجود بھائیوں کے ظلموں کے اللہ تعالیٰ آزمائش اور امتحان کے دور میں آپ کا ولی اور دوست رہا۔ ہمیشہ آپ کی حفاظت کی اور آج دنیاوی لحاظ سے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے پر بھی ان کی تھوڑی بہت جو قربانی تھی اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت لطیف کے تحت اس کا بے انتہا اجر دیا۔ اور پھر نہ صرف حضرت یوسفؑ کی قربانی کا پھل ان کو ملا بلکہ حضرت یعقوبؑ کی قربانی کا پھل بھی ان کو ملا اور آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے اتنا عرصہ زندہ رکھا اور بیٹے کا وہ دنیاوی مرتبہ بھی دکھایا۔ اور پھر یہ مضمون اللہ تعالیٰ کی اس صفت کے ان معنوں کی طرف بھی پھرتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہر آزمائش کے وقت ولی ہوتا ہے۔ باپ بیٹے دونوں کا ولی رہا اور تکالیف سے نکالتا رہا۔ صبر اور ہمت اور حوصلے کی توفیق دیتا رہا۔ پھر اللہ کے ان دو مقرب باپ بیٹے کی وجہ سے باقی بیٹوں کی اصلاح کے سامان پیدا کر دیئے۔

اس سے یہ مضمون بھی کھلتا ہے کہ ایک دوسرے کے لئے دعاؤں سے اصلاح کے راستے کھلتے ہیں۔ جتنا قریبی تعلق ہو گا یا تعلق کا اظہار ہو گا دعا زیادہ ہو گی۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے اپنی قوم کی اصلاح کے لئے بہت دعائیں کیں۔ جب بھی آپؐ کو کبھی کسی دوسرے قبیلے کے متعلق شکایت ہوتی تھی کہ مخالفت بہت کرتے ہیں، ان کے لئے بددعا کریں تو آپؐ ہمیشہ دعا کیا کرتے تھے اور امت کو بھی تلقین کی کہ ہدایت کے لئے دعا کیا کرو۔ پس آج امت مسلمہ کے لئے ہمیں بھی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ دعاؤں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو بھی صاف کرے اور وہ حقیقت پہچاننے کی کوشش کریں تا کہ خدا تعالیٰ کا نور ان کی بصارتوں تک بھی پہنچے۔

پھر ایک آیت سورۃ حج کی 64 ویں آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّۃً۔ اِنَّ اللّٰہَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ۔ (سورۃ الحج آیت نمبر 64)۔ کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا تو زمین اس سے سرسبز ہو جاتی ہے۔ یقیناً اللہ بہت باریک بین اور ہمیشہ باخبر رہنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس صفت کے تحت ایک مضمون یہ بیان فرمایا کہ زمینی اور روحانی زندگی دونوں سے متعلق جو چیز یاد رکھنے والی ہے وہ یہ ہے کہ زندگی پانی سے ملتی ہے اور روحانی زندگی پانے کے لئے تمام قوتوں کے مالک خدا تعالیٰ کی توحید کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ آسمان سے پانی اتارنے کی یہ مثال اس لئے دی کہ جس طرح یہ بارش کا پانی آسمان سے اترتا ہے اور زمین کو سرسبز کر دیتا ہے اسی طرح روحانی پانی بھی ہے۔ جس طرح جسمانی پانی زمین پر پڑتا ہے اور اُسے سرسبز کرتا ہے اسی طرح روحانی پانی بھی جب زمین پر اترتا ہے تو لوگوں کے لئے روحانیت پیدا کرنے کا سامان پیدا کرتا ہے۔ آسمان سے بادل کا پانی جب زمین پر گرتا ہے تو چٹانوں اور پتھروں اور ریگستانوں میں تو اس طرح سرسبزی نہیں آتی۔ اسی طرح جو روحانی پانی جو ہے وہ بھی انہیں کو سرسبز کرتا ہے، انہی صاف دلوں کو زرخیز کرتا ہے جن میں نیکی کی کچھ رمق ہوتی ہے۔ تو یہاں ایک بات کی اور وضاحت ہو گئی کہ پانی جو زندگی کی علامت ہے، جب یہ گرتا ہے تو جہاں زمین سرسبز و شاداب ہوتی ہے وہاں چرند پرند حتیٰ کہ تمام کیڑے مکوڑے (حشرات الارض) جو ہیں وہ بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ان کی زندگی بھی اسی پر منحصر ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا چٹانوں اور ریگستانوں میں اس طرح زندگی پیدا نہیں ہوتی۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے علیحدہ زندگی کا نظام رکھا ہوا ہے۔ گو وہ بھی اس پانی سے تھوڑا بہت فائدہ اٹھاتے ہیں۔ لیکن وہ ہریالی اور سرسبزی پیدا نہیں ہوتی جو زرخیز زمینوں میں ہوتی ہے۔ لیکن جو زندگی وہاں موجود ہے اس کے لئے بہرحال اس سے بھی فائدہ ہوتا ہے جب درخت پھوٹتا ہے تو اس میں سے نئی پوٹ نکلتی ہے تو اس پوٹ سے پھر نئے پتے پیدا ہوتے ہیں، پھول پیدا ہوتے ہیں۔ اس کا ثمر آگے بنتا ہے، پھل پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح روحانی پانی کے آنے سے جو نیک دل ہیں وہ اس طرح ثمر آور ہوتے ہیں۔ جو مخالفین ہیں وہ بھی اپنی مخالفت کی وجہ سے اس روحانی پانی سے دنیاوی فائدہ اٹھا رہے ہوتے ہیں۔ ایک طرف سے سبزی جہاں انسان کو فائدہ پہنچا رہی ہوتی ہے وہاں دوسرے جانوروں اور حشرات کو بھی فائدہ پہنچاتی ہے۔ اسی طرح جہاں روحانی سرسبزی زرخیز زمینوں کو فائدہ پہنچا رہی ہوتی ہے وہاں جو بعض پتھر دل لوگ ہیں ان کو بھی اس روحانی پانی آنے کی وجہ سے فائدہ پہنچ رہا ہوتا ہے لیکن وہ فائدہ دنیاوی فائدہ ہوتا ہے۔ اگر ہم جائزہ لیں تو جہاں جہاں ہماری جماعتیں پنپ رہی ہیں وہاں مخالفین بھی سرگرم ہیں۔ سیاسی فائدے بھی اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں اور مالی فائدے بھی اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں گویا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے ان کے لئے روٹی کے سامان بھی پیدا ہو گئے ہیں، ان کو دنیاوی فائدے پہنچنے شروع ہو گئے ہیں۔ بہرحال یہ ایک فائدہ ہے جو ہر جگہ پہنچ رہا ہوتا ہے۔ اس کا اظہار بھی بعض دفعہ بعض لوگ کر دیتے ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ تو جب انسانوں میں مُردنی کے آثار دیکھتا ہے تو آسمانی پانی اتارتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ ”میں وہ پانی ہوں جو آسمان سے آیا وقت پر“۔

پس جب خدا تعالیٰ دیکھتا ہے کہ ظَہَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کہ ہر طرف خشکی اور تری میں فساد برپا ہے تو نبیوں کے ذریعہ سے روحانی پانی بھیجتا ہے اور انتہائی تاریک زمانے میں آنحضرت ﷺ کو بھیج کر آپؐ کے ذریعہ سے وہ کامل دین اور شریعت اتاری جس نے ان لوگوں کی روحوں کو تازہ کیا اور سیراب کیا جنہوں نے فائدہ اٹھانا تھا۔ اور پھر آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق ایک ہزار سال کے تاریک زمانے کے بعد جب دنیا میں دوبارہ فساد کی حالت پیدا ہوئی تو آپؐ کے غلام صادق کو بھیجا تا کہ جس طرح پہلے یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا کا نظارہ دکھایا تھا اب پھر دکھائے اور ان دلوں کو تقویت پہنچائے جو اپنے دلوں میں نور حاصل کرنے کی سچی چاہت اور تڑپ رکھتے ہیں۔ یہاں لطیف اور خبیر کے لفظ استعمال کر کے یہ بھی بتلا دیا کہ اللہ تعالیٰ کی باریک بین نظر جانتی ہے کہ کن لوگوں کو سچی تلاش ہے جن کے لئے روحانی پانی سے فیض اٹھانا مقدر ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ سورہ شوریٰ کی آیت میں فرماتا ہے۔ کہ اَللّٰہُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ وَھُوَالْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ ۔(سورہ الشوریٰ ۔آیت نمبر 20) کہ اللہ اپنے بندوں کے حق میں نرمی کا سلوک کرنے والا ہے اور جسے چاہتا ہے رزق عطا کرتا ہے اور وہی بہت طاقتور اور کامل غلبے والا ہے۔

جیسا کہ مَیں نے پہلے بیان کیا، اللہ تعالیٰ نے سورۂ انعام کی آیت میں فرمایا تھا کہ خود نظروں تک پہنچتا ہے اور پھر سورۂ حج کی آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا تا کہ زمین سرسبز ہو۔ یعنی روحانی پانی۔ اس جگہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے اور انہیں ہر طرح کے رزق دیتا ہے لیکن فائدے میں وہی ہیں جو صرف دنیاوی رزق کی بجائے خدا تعالیٰ کے روحانی رزق کی بھی تلاش کریں۔ جو روحانی رزق کی تلاش میں ہوں گے ان کو مادی رزق تو ملے گا ہی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق ان کو ملنا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ (سورۂ الطلاق ۔آیت نمبر 4) اور اس کو وہاں سے رزق دے گا جہاں سے رزق آنے کا اس کو خیال بھی نہیں ہو گا۔ تو مومن سے تو یہ وعدہ ہے۔ پس جو روحانی رزق کی تلاش میں رہیں انہیں مادی رزق تو ملتا ہی رہے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ پردہ پوشی کرتے ہوئے، نرمی کا سلوک کرتے ہوئے، غلطیوں اور گناہوں کو معاف کرتے ہوئے اپنے نور کی پہچان کرنے کی بھی اسے توفیق دے گا جو اس کے روحانی پانی کی تلاش میں ہو گا۔

آخر میں اس آیت میں قوی اور عزیز کہہ کر اس بات کی طرف بھی توجہ دلا دی کہ اگر باوجود اللہ تعالیٰ کے لطیف ہونے کے اُس کی طرف توجہ نہ کی تو یاد رکھو کہ وہ قوی ہے۔ طاقتور ہے اور تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہے۔ اس کی پکڑ بھی بہت سخت ہوتی ہے اور غلبہ اللہ تعالیٰ کا اور اس کے بھیجے ہوؤں کا ہی ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے انبیاء سے یہ وعدہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی یہ وعدہ ہے۔ مخالفتیں کبھی بھی اس نور کو بجھا نہیں سکتیں۔ جو جماعت اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نے قائم فرمائی ہے اس کو کوئی ختم نہیں کر سکتا کہ یہ بات بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیروں میں سے ایک تقدیر ہے اور اٹل تقدیر ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ہی غالب رہیں گے۔ پس دنیا والوں کی بقا اسی میں ہے کہ اس کی صفت لطیف سے فیض پانے کے لئے کوشش کریں اور قوی اور لطیف خدا کے شیر کی جماعت کی مخالفت میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے محروم نہ کریں۔

آج کل پاکستان میں ایک تو عمومی حالات خراب ہیں اس لئے ان کے لئے بھی دعا کے لئے کہنا چاہتا ہوں کہ پورے ملک کے حالات انتہائی خراب ہیں اور دنیا کی نظر بھی اب اس طرح اس طرف پڑ رہی ہے کہ جس طرح سب سے زیادہ دہشت گردی اس وقت پاکستان میں ہی ہے۔ لیکن بہرحال جو خبریں آتی

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ہیں ان سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ شدید فساد کی حالت سارے ملک میں طاری ہے اور کوئی بھی محفوظ نہیں ہے۔ نہ احمدی اور نہ غیر احمدی۔ لیکن احمدیوں کے لئے خاص طور پر اس لئے (دعا کے لئے کہنا چاہتا ہوں) کہ ایک تو عمومی ملکی حالات کی وجہ سے ایک پاکستانی ہونے کی وجہ سے احمدی متأثر ہو رہے ہیں۔ دوسرے احمدی بحیثیت احمدی بھی آج کل بہت زیادہ متأثر ہو رہے ہیں۔ مخالفین کی آجکل احمدیوں پر بہت زیادہ نظر ہے، نیا ابال آیا ہوا ہے اور جہاں موقع ملتا ہے اور جب موقع ملتا ہے احمدیوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے، کوئی دقیقہ بھی نہیں چھوڑا جاتا۔

گزشتہ دنوں جیسا کہ سب کو پتہ ہے، چار چھوٹی عمر کے، 14-15 سال کی عمر کے بچے ایک بھیانک قسم کے الزام میں پکڑ لئے گئے اور ابھی تک ان کی ضمانت کی کوئی کوشش بھی بار آور نہیں ہو رہی۔ اسی طرح اور بہت سارے اسیران ہیں۔ غلط قسم کے گھناؤنے الزام لگا کر، ہتک رسول کے نعوذ باللہ الزام لگا کر احمدیوں کو پکڑا جاتا ہے اور پھر اور بھی بعض خطرناک سازشیں جماعت کے خلاف ہو رہی ہیں اور اس میں بعض جگہ حکومت بھی شامل ہے۔

گزشتہ دنوں بادشاہی مسجد میں ختم نبوت کانفرنس ہوئی۔ اس میں اوقاف کے وفاقی وزیر بھی شامل ہوئے۔ مولانا فضل الرحمٰن اور بعض اَور لوگ بھی تھے۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف انتہائی نازیبا الفاظ استعمال کئے گئے اور جماعت کے خلاف اور بہت ساری بیہودہ گوئیاں کی گئیں۔ تو اب حکومت بھی مولویوں کے ساتھ مل کر سازشیں کر رہی ہے اور جو شدت پسند ہیں وہ تو کر ہی رہے ہیں۔

بہرحال پاکستان میں احمدیوں کے حالات آج کل بہت زیادہ خطرناک صورت حال اختیار کر رہے ہیں اس لئے بہت دعائیں کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کی جان اور مال کو محفوظ رکھے اور ہر شر اور فتنہ سے ہر ایک کو بچائے۔ پاکستان کے احمدی پہلے بھی اپنے حالات دیکھ کر دعاؤں کی طرف توجہ کرتے ہیں لیکن اب پہلے سے بڑھ کر دعاؤں کی طرف توجہ کریں اور دنیا کے احمدی بھی اپنے پاکستانی بھائیوں کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہر لحاظ سے اپنی حفاظت میں رکھے۔

اسی طرح ہندوستان میں بھی بعض جگہوں پر جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے اُبال اٹھتا رہتا ہے۔ پہلے بھی میں ذکر کر چکا ہوں۔ انڈونیشیا میں بھی اسی طرح کی صورت حال کبھی نہ کبھی پیدا ہوتی رہتی ہے۔ ان دونوں ملکوں میں آج کل ملکی انتخابات بھی ہو رہے ہیں تو یہ دعا بھی کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان ملکوں میں انصاف کرنے والی اور اپنے شہریوں کے حقوق کا تحفظ کرنے والی حکومتیں لے کر آئے۔ اسی طرح کرغیزستان اور قازقستان وغیرہ میں بھی جو پہلے رشین سٹیٹس تھیں وہاں کے بعض حکومتی ادارے سرکاری مولویوں کی انگیخت پر احمدیوں کو تنگ کر رہے ہیں۔ باقاعدہ ایک مہم چلائی جا رہی ہے۔ ان کے لئے بھی بہت دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام دنیا میں ہر جگہ ہر احمدی کو اپنے فضل سے نوازتا رہے اور اس کی صفت لطیف کا ہر فیض انہیں پہنچتا رہے یا پہنچاتا رہے اور احمدی بھی خاص طور پر دعاؤں کی طرف بہت زیادہ توجہ دیں۔ اللہ کرے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو محفوظ رکھے۔

سید حضرت اللہ پاشا صاحب

(ملک لال خاں ۔ امیر جماعت احمدیہ کینیڈا)

بعض لوگوں سے ملنے کا چند بار ہی موقع ملتا ہے مگر ان کی خوشگوار یاد ساری زندگی کے لئے ذہن پر نقش ہو جاتی ہے۔ ایسے بزرگوں میں سے میرے ایک محسن سید حضرت اللہ پاشا صاحب ہیں۔ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن کی حالیہ اشاعت میں ان کے صاحبزادہ مکرم ڈاکٹر سید حمید اللہ نصرت پاشا صاحب کا اپنے والد سید حضرت اللہ پاشا صاحب کے بارہ میں مضمون پڑھا تو دل اس مسکراتے ہوئے روشن چہرے کے تصور میں کھو گیا۔

ستمبر 1962ء میں انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں داخلہ لیا تو مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کے عہدیداران سے تعارف ہوا۔ پھر مجلس کے قائد سید حضرت اللہ پاشا صاحب سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا دھیما انداز اور دلآویز مسکراہٹ مجھے بہت ہی پسند آئی۔ غالباً فروری 1963ء میں مجلس عاملہ کا اجلاس تھا جس میں قائد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام ’’پھر بہار آئی، خدا کی بات پھر پوری ہوئی‘‘ کے حوالہ سے تحریک کی کہ خدام کو مرکز احمدیت قادیان دارالامان جانا چاہئے۔ یہ تربیت کا نہایت عمدہ ذریعہ ہے۔ مجھے یہ تحریک بہت اچھی لگی مگر فوراً ہی خیال آیا کہ اس کے لئے تو پاسپورٹ کی ضرورت ہوگی۔ (اُن دنوں پاسپورٹ اتنی آسانی سے نہیں بنتے تھے۔ کم از کم میرا یہی تاثر تھا)۔

پاشا صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا ’’میاں! تم قادیان جانے کی نیت کر لو اور مناسب تیاری کر لو، پاسپورٹ بھی بن جائیں گے۔‘‘ چند دنوں میں ہمیں مجلس کی وساطت سے درخواست فارمز مل گئے۔ ہم چند ساتھیوں نے پُر کر کے بھجوا دیئے اور پاشا صاحب نے جو حکومت میں ایک ممتاز عہدہ پر تھے، چند دنوں میں پاسپورٹ بنوا کر ہمیں بھجوا دیئے۔ اس طرح دسمبر 1963ء میں لاہور کے دوسرے بہت سارے خدام کے علاوہ مجھے اور انجینئرنگ یونیورسٹی کے چار اور ساتھیوں کو جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ الحمد للہ!

یہ سفر ایک نہائت عمدہ روحانی لذتوں والا سفر تھا۔ اب میں سوچتا ہوں تو دل پاشا صاحب کے لئے ممنونیت کے جذبات سے بھر جاتا ہے۔ اگر وہ تحریک نہ کرتے تو شاید میں اب تک قادیان ایک دفعہ بھی نہ گیا ہوتا۔ کیونکہ بعد میں ابھی تک موقع نہیں مل سکا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس نیک تحریک کا احسن اجر عطا فرمائے۔

ان ہی دنوں کی بات ہے کہ خبر ملی کہ قائد صاحب کی ایک حادثہ میں ران کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے اور ان کا میو ہسپتال میں آپریشن ہوا ہے۔ مجلس کی طرف سے تحریک ہوئی کہ ایک خادم رات کو ان کے کمرہ میں ڈیوٹی دیا کرے۔ اپنی ڈیوٹی کے دن جب میں ان کے کمرہ میں حاضر ہوا تو ان کے چہرہ پر اس حادثہ کا کوئی اثر نہیں تھا۔ وہی شگفتہ مسکراہٹ اب بھی چہرہ پر کِھل رہی تھی۔

اس شام کی ایک بات مجھے یاد رہ گئی ہے۔ باتوں باتوں میں مجھ سے کہا، میاں! یہ تو بتاؤ کہ ہم جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہرگز اس وقت تک عذاب نہیں دیتا جب تک پہلے کوئی رسول بھیج کر ہوشیار نہیں کر لیتا، اس کا کیا مطلب ہے؟ میں نے 1962ء میں، زمانۂ طالب علمی میں ہی، بیعت کی سعادت حاصل کی تھی۔ تبلیغ کا جوش تھا۔ انجینئرنگ یونیورسٹی میں اپنے ہوسٹل کے کمرہ نمبر 32، عمر ہال میں ہم چار احمدی طلباء مقیم تھے۔ احمدیت کی مخالفت کو اس بھلے زمانے میں حکومت کی سرپرستی حاصل نہیں تھی۔ طلباء نے اپنے کمروں کے نام ’’پنڈی ہاؤس، کوئٹہ ہاؤس‘‘ وغیرہ رکھے ہوئے تھے۔ ہم نے اپنے کمرے کا نام ’’ربوہ ہاؤس‘‘ رکھ لیا۔ لڑکے ہمارے کمرے کے سامنے سے گزرتے تو بعض دفعہ غصے میں بڑے زور زور سے پاؤں فرش پر مارتے ہوئے گزرتے۔ ہمارا کمرہ ایک مرکزِ تبلیغ بنا ہوا تھا۔ ’’پرامن‘‘ مذہبی مباحثات ہوتے...

پاشا صاحب کے اس سوال پر میں نے بڑے جوش سے کہا کہ یہ قرآن کریم کا اعلان ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ مختلف عذاب آ رہے ہیں، کبھی سیلاب اور کبھی زلزلہ، تو ہمیں غور کرنا چاہئے کہ کہیں کوئی رسول تو نہیں آچکا؟ پاشا صاحب کی مسکراہٹ اور پھیل گئی۔ فرمایا ’’میاں، یہ سیلاب زلزلے تو ہر زمانے میں ہر جگہ آتے ہی رہتے ہیں۔ پھر یہ رسول کے آنے کی علامت کیسے بن سکتے ہیں؟‘‘

میں نے غور کیا تو ان کی بات کی معقولیت کے سامنے کوئی چارہ نہ تھا۔ گھبرا کر کہا ’’پھر یہ دلیل ٹھیک نہیں‘‘۔ فرمایا جب قرآن کریم نے فرمایا ہے تو دلیل تو ہے لیکن دلیل کو استعمال کرنے کے لئے گہرا غور ضروری ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے: **وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا** (بنی اسرائیل 16:17) یعنی ہم ہرگز عذاب نہیں دیتے یہاں تک کہ کوئی رسول بھیج دیں (اور حجت تمام کر دیں)۔

اگر اس کا یہ مطلب لیا جائے کہ عذاب سے ہر قسم کا عذاب مراد ہے جس طرح کے حادثات اور آسمانی مصائب آئے دن دنیا کے مختلف علاقوں میں آتے رہتے ہیں تو یہ اتنے عام ہیں کہ یہ نشان نہیں بن سکتے۔ نشان تو ایسے واقعات ہی ہو سکتے ہیں جو ہر وقت ظاہر نہ ہو رہے ہوں بلکہ کبھی کبھار خاص موقعوں پر ظاہر ہوں۔ یہ بات لفظ **مُعَذِّبِيْن** میں موجود ہے۔ چنانچہ لفظ **مُعَذِّبِيْنَ** کا مادہ ع۔ذ۔ب ہے جس سے لفظ **عَذَّبَ** بنتا ہے جس میں ’’ذ‘‘ کو دو بار لایا گیا ہے۔ عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ جب حروف کا اضافہ کیا جاتا ہے تو معنوں میں بھی زیادتی پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً **قَتَلَ** کا معنی ہے قتل کرنا مگر **قَتَّلَ** کا مطلب ہے: سختی سے قتل کرنا، ٹکڑے ٹکڑے کر کے قتل کرنا۔ اسی طرح **عَذَّبَ** کا مطلب ہے سخت عذاب دینا، وسیع پیمانے پر عذاب دینا، عالمی سطح پر عذاب دینا۔ اس طرح سے اس آیت کریمہ کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ ہم اس وقت تک وسیع پیمانے پر عذاب نہیں دیتے جب تک کسی رسول کو نہ بھیج لیں۔ اب دیکھ لو کہ چھوٹے موٹے عذاب تو پہلے بھی آیا کرتے تھے مگر جو عذاب اٹھارویں صدی عیسوی کے آخر پر اور اس کے بعد آئے وہ اپنی شدت اور وسعت میں حیرت انگیز طور پر ان سے مختلف ہیں جو اس سے پہلے آیا کرتے تھے۔ یہی دیکھ لو کہ دنیا میں جن جنگوں کو جنگ عظیم کا نام دیا گیا وہ دونوں اس کے بعد آئیں۔ یہ وہ وقت تھا جب خدا کی طرف سے ایک رسول آچکا تھا اور دنیا کی کثرت یا تو اسے جھٹلا چکی تھی یا اس کی طرف توجہ نہیں دے رہی تھی۔

اس طرح سے پاشا صاحب نے صاحبِ فراش ہوتے ہوئے بھی اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے دعوت الی اللہ کے لئے استعمال کیا اور اپنے ایک خادم کو دعوت الی اللہ کے ایک ہتھیار کا صحیح طریق استعمال سکھایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی احسن جزا عطا فرمائے اور اپنی رضا کی جنت میں اعلیٰ مقامِ قرب عطا فرمائے۔ آمین

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

پادری سموئیل مارینس زویمر

Samuel Marinus Zwemer

(ولادت:12اپریل1867-وفات:2اپریل1952)

(مرسلہ:ریسرچ سیل۔ربوہ)

(دوسری اور آخری قسط)

پادری زویمر صاحب نے اپنی کتاب Translations of Koran میں تراجم قرآن کی تاریخ اوراس بابت اپنے تبصرے اوراعتراضات لکھے ہیں۔ ہم اس کتاب کے چندقابلِ ذکر مندرجات اوران کا مختصر ترین جواب ذیل میں ایک ساتھ لکھتے ہیں۔یہ دراصل پادری صاحب کے دیگرلٹریچر کی ایک جھلک دکھانے کی ایک کوشش ہے۔پادری زویمر اور ان کے دیگر بھائی بندوں کی کتب پڑھ کر یوں لگتا ہے کہ اس طائفہ پادریان کا مکمل نقشہ حضرت مصلح موعودؓ کے اس ایک جملہ میں پوشیدہ ہے جہاں آپؓ نے فرمایا کہ''پادری آخر پادری ہوتا ہے نیش زنی سے باز نہیں رہ سکتا''۔امید ہے کہ قارئین اس مختصر مضمون کے مطالعہ کے بعد اس رائے کی تائید کریں گے۔دوران تحریراکثر جگہ صرف پادری صاحب کی بات درج کردی گئی ہے اورجواب دینامناسب خیال نہیں کیا۔

پادری زویمر صاحب کتابچہ کا آغاز کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ Dr. D. S. Margoliougth نے میری توجہ اس اہم نکتہ کی طرف دلائی کہ اسلام کسی کوبھی مسلمان ہونے سے پہلے اسلام کا علم حاصل کرنے سے روکتا ہے۔مسلمانوں کو یہ تعلیم ہے کہ وہ ہرگز قرآن منکرین اسلام کونہ بیچیں حتیٰ کہ سپاہیوں کوبھی منع ہے کہ وہ اپنے ساتھ قرآن لے کرمیدان جنگ اوردشمن کے علاقوں میں نہ جائیں تاکہ منکرین اسے حاصل نہ کرلیں۔مزید برآں قرآن کریم کے کئی نسخوں پر یہ وارننگ درج ہوتی ہے کہ کوئی مشرک اسے Touch نہ کریں۔

پھرالزام لگایاہے کہ قدامت پسند اہل تقویٰ علماء نے یہودونصاریٰ کوعربی گرائمر نہ سکھائی کیونکہ ان کومختلف امورکی وضاحت کرتے ہوئے مثالیں قرآنی آیات سے دینی پڑتی تھیں۔قرآن کا ترجمہ دیگر زبانوں میں کرنے کے معاملے پر آغاز سے ہی قدامت پسند علماء دین کا اختلاف رہاہے۔

زویمر کا خیال ہے کہ آج قرآن تو موجود ہے مگر دنیا کے تین چوتھائی علاقوں میں عربی زبان مردہ ہوچکی ہے۔اورآغاز اسلام میں یہ مذہب زیادہ تیزی سے پھیلا اورلوگوں کے پاس اس کی اصل مذہبی زبان یعنی عربی بعد میں پہنچی۔یہ بات درست ہے کہ محمدیوں نے خود بھی بعض تشریحات قرآن اورتراجم قرآن مختصر صورت میں کئے ہیں۔لیکن یہ کاپیاں بہت نایاب اورقیمتی ہیں۔

پھرلکھاہے کہ آغاز میں تراجم نہ ہوئے اوراب ہورہے ہیں وجہ شائد یہ ہوکہ وہ ممالک جہاں عربی کم سمجھی جاتی ہے وہاں مذہب اسلام کی گرفت کوختم ہونے سے بچانے کے لئے اس کے تراجم نہ کئے جاتے تھے۔

پھرزویمر صاحب نے قرآن کریم کے مقابل پر بائبل کے تراجم کی تفصیلات درج کرکے یہ اعتراض کیاہے کہ اسلام کا دائرہ تبلیغ محدود ہے کیونکہ اسلام کوبائبل کی طرح دیگر زبانوں میں تبلیغ کی وہ خاص اضافی خوبی نصیب نہیں ہوئی ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اسلام کے پیغمبرﷺ کو ہاتف آسمانی کی طرف سے یہ آواز آئی تھی کہ تم اعلان عام کردوکہ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا (الاعراف: 159) جبکہ ناصرہ کے نبی نے تو تکرار سے اپنا یہ عقیدہ دہرایا کہ وہ اسرائیلی خاندان کے محدوددائرہ سے باہر پیغام نہیں دے سکتاہے اوردیگراقوام کے لوگوں کوپیغام کیادیناان کوتوایک جانور سے تشبیہ دی ہے جن کواپنی تعلیم کے موتی ہرگز نہ دیئے جائیں۔

زویمر نے کتاب Translations of Bible کے حوالہ سے بڑی تفصیل سے اعدادوشماردرج کئے ہیں۔کتاب مذکور کے مصنف Bernhard Pick PhD نے اس میں چھاپہ خانہ کی ایجاد سے لے کراپنی کتاب کی تحریرتک ہونے والے بائبل کے مکمل اورمنتخب حصوں کے تراجم کے اعدادوشماردرج کئے ہیں۔

زویمر لکھتاہے کہ قرآن کے مقابل پربائبل کی یہ خوبی ہے کہ اس کوبنی نوع انسان کی بولی جانے والی کسی بھی زبان میں ڈھالا جا سکتا ہے اوراس کے پیغام کی شوکت،خوبصورتی اورروحانی قوت بھی متاثر نہیں ہوتی ہے۔اس کی حقیقی وجہ بائبل کے مضمون اور پیغام میں پنہاں ہے۔جبکہ قرآن اس سے خالی ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ جب اصل کتاب ہی اپنی ابتدائی زبان میں موجود نہ ہوتو اس کا چاہے جوبھی ترجمہ کرلوکیافرق پڑتاہے۔جب عہد نامہ قدیم اور جدید کے ماخذوں کی تعداد ہی ایک سے زیادہ ہے۔توپھر ترجمہ کے معیاراور درستگی کا کیا پیمانہ ہوا؟ لگتاہے کہ زویمر صاحب یہ بنیادی بات بتانا بھول گئے ہیں۔

پھر Report of British and Foreign Bible Society 1913-14 کے حوالہ سے کمال لفاظی کرتے ہوئے لکھا کہ:

''بائبل کا تعلق بنیادی اشیاء سے ہے..........

مثلاً آسمان،ہوا،سمندر،روٹی،شراب،معصوم چھوٹے بچوں کے بوسے،گورکنارے بہائے جانے والے آنسو،یہ تمثیلیں کبھی بھی پرانی یامتروک نہیں ہوسکتی ہیں۔کیونکہ یہ انسانیت کے آغاز سے لے کرآج تک اس کا مشترکہ ورثہ ہیں..........''۔

زویمر صاحب نے ان الفاظ اورتمثیلوں کا تو ذکر کردیامگر عیسائیت کے بنیادی عقیدے جس پر ساری عمارت کی اساس ہے اس کی طرف اشارہ نہیں کیا کہ خداتین ہیں یاایک..........۔کیایہ نظریہ اورخیال ساری دنیامیں عام اورآسانی سے سمجھ آنے والا ہے؟ نیز شراب اورکئی دیگر مثالیں اپنے اندر علاقائی رنگ رکھتی ہیں۔مگر لوگ تین ایک اورایک تین کا کیا کریں اورکس فلسفے اوراصول کا دامن پکڑیں کہ وہ ان کو یہ گتھی سلجھادے؟ ہاں اتنا ضرور ہے کہ عیسائیت کی بنیاد یعنی تین ایک اورایک تین کوسمجھتے سمجھتے وہ عقل وخرد سے ضروردور چلا جائے گا۔

پھرلکھا کہ قرآن کے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ یہ ایک حدتک ترجمہ ہوہی نہیں سکتاہے۔اس کے طرز کلام اورمخصوص لَے کی نقل ناممکن ہے۔اس کی خوبصورتی سراسراس کے انداز میں ہے اوراسی وجہ سے یہ لازمی طورپر بناوٹی خوبصورتی ہے۔ترنم کوقائم رکھنے کی خاطر اس میں غیرضروری تکرارلائی جاتی ہے جس کی وجہ سے پیرے کا مضمون بھی متاثر ہوتاہے اورکبھی کبھی ترجمہ کرتے وقت ایسے مقامات مضحکہ خیز بن جاتے ہیں۔

زویمر کی اس کتاب میں معروف مورخ اور ادیب سٹینلے لین پول کے حوالے سے درج ہے کہ قرآن شاعری کی وہ صنف ہے جس کاعربوں کی متنوع اوروسیع شاعری کے اوزان بھی ساتھ نہیں دیتے ہیں۔جملے چھوٹے ہیں مگر ہے یہ شاعری۔اکثرآدھی بات درج کردی جاتی ہے،وغیرہ وغیرہ۔سامع بات کے مکمل ہونے کا انتظار کررہا ہوتا ہے اوربات ختم ہوجاتی ہے۔آغاز سے اختتام تک قرآن ایک ایسی کتاب ہے جوسنی جائے نہ کہ پڑھی جائے..........۔

عجیب تضاد ہے کہ بائبل کے عیسائی مفسرین یسوع کے غیرواضح اورتمثیلوں میں کلام کرنے کوان کی ایک خوبی کے طورپرلکھتے ہیں اورقرآن کے ذکر میں یہی بات عیب اورسقم بن جاتی ہے۔(حقیقت میں قرآن ہرقسم کے سقم سے پاک ہے،جس کے اقراری اہل مغرب بھی ہیں اوراہل مشرق بھی،بس اگرکچھ درکارہے تووہ ہے بینا آنکھ)

زویمر نے لکھاہے کہ قرآن کا مصنوعی اندازبیان اس کے ترجمے کی راہ میں ایک بڑی روک ہے۔اورکوئی بھی ترجمہ اس پائے کا نہیں جواصل کتاب میں مضامین اورمعانی ہیں۔یوں وہ اقرارکرتاہے کہ زبانیں اس اعلیٰ کلام کی ترجمانی سے قاصرہیں۔اوراپنے اس کتابچے میں یورپی زبانوں میں قرآن کے مختلف تراجم کاذکرکرتاہے اوربتاتاہے کہ اس کی نظر سے سپینش،گریک،ڈینش اور ناروتجین زبانوں کے تراجم نہیں گزرے۔

پھرانگریزی کے علاوہ مختلف یورپی زبانوں میں قرآن کے تراجم کے ذکرمیں زویمرجابجااقرارکرتاہے کہ یہ تراجم اصل ماخذ یعنی عربی زبان سے ناواقفیت اوربعض دیگر وجوہات کی بناء پر اغلاط سے پُر ہیں۔انگریزی تراجم کے تعلق میں لکھتاہے کہ 1905 میں شائع ہونے والا ڈاکٹر عبدالحکیم خان کی طرف سے کیا گیا ترجمۃ القرآن ایک ایسا ہے جومسلمانوں کی طرف سے کیا گیاہے۔پھر1911 میں اصغرا ینڈ کمپنی الہ آباد نے مرزاابوالفضل فیضی کا ترتیب نزولی کے اعتبار سے کیا گیاانگریزی ترجمہ عربی متن کے ساتھ شائع کیا۔اپنی اس کاوش میں مترجم نے اپنے قارئین کومتن پرتنقید اورغوروفکرکرنے کی دعوت دی ہے۔اوراس بابت بنیادی اصولوں کا تعارف کرواتاہے۔مرزاابوالفضل فیضی کی اختیارکردہ نزولی ترتیب اس سے مختلف ہے جومیور،راڈویل اورجلال الدین نے اختیارکی تھی،اس کی ترتیب آخرالذکر کی اختیارکردہ ترتیب کے قریب تر ہے۔مرزاابوالفضل فیضی کے ترجمہ میں کئی ممتاز کرنے والی خوبیوں کے علاوہ بعض جگہ یہ سقم ہے کہ اصل متن اورعربی الفاظ کے قریب رہنے کی کوشش میں مضمون اور پیغام ہی مبہم ہوجاتا ہے۔زویمر لکھتاہے کہ ترجمے کی یہ خرابی اورکوتاہی اس وقت تک نہیں گنی جائے گی جب یہ اصل متن کا ہی سقم ہو۔یعنی باالفاظ دیگرزویمر کے مطابق قرآن کریم میں سقم ہیں اوریہ غیرواضح پیغام ہے۔ہم کہتے ہیں کہ قرآن کی خامیاں نکالنے کی کوشش کرنے والوں کوچاہئے کہ وہ اپنی مذہبی کتاب کوجوالہامی ہونے کی بھی دعویدارہے، اس میں راہ پانے والے اختلافات اورعقل اورفطرت کی مخالف باتوں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔کیونکہ کتابوں،مصنفوں،نسخوں کے فرق اور پھرمختلف زبانوں میں تراجم ہوتے ہوتے جہاں عقائد کی ساری عمارت اتھل پتھل ہوگئی وہاں ان کے مذہب کی بنیاد بننے والی بہت سی باتیں بھی اختلافات کا مجموعہ بن گئیں جوخودبہت سے سوالات کوجنم دینی والی بات ہے۔

خلاصۃً زویمر کی کتاب مکمل ہونے تک اس کے اپنے ریکارڈ کے مطابق محمدن بائبل یعنی قرآن کے آٹھ انگریزی تراجم موجود ہیں جن میں سے چار مسلمانوں کی طرف سے ہیں۔قرآن کومحمدن بائبل کہنے والے دراصل اپنے احساس کمتری اوراپنی نچلی حالت کی وجہ سے لگنے والی آگ کوٹھنڈا کرنا چاہتے ہیں جوان کواس سبب سے لگی ہوئی ہے کہ انہوں نے کس طرح درجنوں کتابوں میں سے خودایک لمباعرصہ باربار بحث مباحثے کرکے چارکتب منتخب کی ہیں اور آئے دن بائبل کا نیانسخہ برآمد ہوجاتا ہے جوپہلوں کی صریح ضد ہوتاہے اوردوسری طرف قیامت تک کے لئے خدائی حفاظت کا وعدہ قرآن کریم کے ساتھ ہے۔

زویمر بے اختیارہوکر لکھتاہے قرآن کے انگریزی ترجمے کے متعلق قابل ستائش اورایک تازہ کوشش قادیان سے انجمن ترقی اسلام کی طرف سے نظر آتی ہے جس کے صفحات ایڈیسن پریس مدراس سے چھپ کرآئے ہیں۔جس میں عربی متن بڑی خوبصورت لکھائی میں صفحہ کے اوپر درج ہے۔پھراس سے نیچے انتہائی احتیاط کے ساتھ اغلاط سے مبرا تحویل حرفی (Translitration) درج ہے اورپھرانگریزی ترجمہ کیا گیاہے۔کام کی نفاست اورمحنت بتاتی ہے کہ یہ قادیانی فرقے کے پڑھے لکھے علماء کی مجموعی کاوش ہے۔ترجمہ کے بعد انگریزی تفسیر اورتشریح بھی کافی تفصیل سے درج ہے۔اوراس میں اسلام کی جدید تقاضوں اورحالات کے پیش نظرعکاسی کی گئی ہے۔مگریہ تفسیراپنے فرقے کے عقائد کی تشریح سے پوری طرح بھری ہوئی ہے۔زویمر اپنے قارئین کواس ترجمہ اورتفسیر القرآن کے دیباچہ کے مطالعہ کی دعوت دیتاہے اورکہتاہے کہ یہ پیش لفظ احمدیہ فرقہ کے ترجمۃ القرآن کی بابت فلسفہ اورسوچ کا آئینہ دارہے اورزویمر بطورنمونہ اس پیش لفظ کے دوپیراگراف درج بھی کرتاہے۔

پھر زویمر سیل (Goerge Sale) پالمر، راڈویل اورابوالفضل فیضی کے انگریزی ترجمۃ القرآن سے سورۃ الضحیٰ کا ترجمہ کالم کی شکل میں لکھ کران کا آپس میں موازنہ اورمضمون کی ادائیگی کے لئے مختلف الفاظ

کے انتخاب کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

پھر لکھا کہ قرآن کا ادبی پہلو سے اصل مقام اورخوبی اس کی موسیقانہ جھنکار اورآواز اور لہجے کا اتار چڑھاؤ ہے۔جوانگریزی ترجمہ کی صورت میں ہرگز پیدانہیں کیاجاسکتا ہے۔تاہم اس بابت کوشش ضرور کی گئی ہے مثلاً Richard Burton نے محمد(ﷺ) کی وحی میں موجود شاعری کی اس منفرد صنف کو انگریزی ادب کے قارئین سے متعارف کروانے کی اپنی سی سعی ضرور کی ہے۔پھر زویمر نے اس طرز پرسورہ الضحیٰ کاانگریزی ترجمہ بھی درج کیا ہے جس میں شاعری کے معروف اوزان کاخیال رکھا گیا ہے۔

پھر ایشیائی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم سے متعلق باب میں فاضل مصنف نے اردو، فارسی، پشتو، ہندی، چائینیز (Chinese)، گجراتی، شرق بعید یعنی جزائرانڈونیشیا کی زبان میں ہونے والے تراجم کا ذکر کیا ہے۔مثلاً ریورنڈ ڈاکٹر امام الدین، امرتسر انڈیا کے عالمانہ اردوترجمہ القرآن کا ذکر کرتا ہے جوپہلی باررومن اردو میں شائع ہوا۔الٰہ آباد کے عیسائی مشن پریس نے اس کی باربارطباعت کرکے اس کوسارے ہندوستان میں پھیلانے کی سعی کی ہے۔

پھر زویمر ریورنڈ ڈاکٹر احمد شاہ جو S.P.G کا اترپردیش میں مشنری ہے اس کے کئے ہوئے ہندی ترجمہ القرآن کاذکرکرتا ہے۔

پھر 1908میں Rev. William Goldsake نے جو Australian Baptist Society کا مشنری تھااس کے بنگالی ترجمہ القرآن کاذکرکرتا ہے۔

ایشیائی ملکوں کے ذکر میں ہی لکھتا ہے کہ سلطان عبدالحمید کے زمانہ میں کسی کوقرآن کاترکی زبان میں ترجمہ کرنے کی اجازت نہ تھی۔تاہم عربی متن کے ساتھ حاشیہ میں ترکی زبان میں تفسیر شائع کرنے کی اجازت تھی۔

بحث کا خلاصہ نکالتے ہوئے زویمر تراجم قرآن کی تعداداورمشرق ومغرب میں ہونے والے تراجم کی بابت بتاکرلکھتا ہے کہ قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں اور بطور خاص انگریزی میں تو زیادہ تراجم مغربی مصنفین، مستشرقین اورمشنری لوگوں نے کئے ہیں اوریہ حقیقت قرآن اور بائبل جوساری اقوام کے لئے کتاب ہونے کے دعویدار ہیں، کاباہمی فرق بھی نمایاں کرتی ہے۔

ہم زویمر صاحب کو کہتے ہیں کہ اصل معاملہ تو آپ کے دعویٰ بے بنیاد کے بالکل برعکس ہے، خود بائبل چیخ چیخ کرفاضل پادری کے اس بے بنیاددعویٰ کی تردید کررہی ہے اوراپنے مخاطبین کا دائرہ خودعہد نامہ قدیم اورجدید کی آیات متعین کرتی ہیں جوانتہائی محدود ہے،صرف ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی توجہ کرے۔

زویمر کتاب کے آخر پراپنے مشنری ساتھیوں کی ڈھارس بندھاتے ہوئے لکھتا ہے کہ ہمیں نئے تراجم قرآن سے بالکل بھی گھبرانا نہیں چاہئے ۔پھراپنے آپ کوطفل تسلیاں دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ ہم گھبرانے کی بجائے یہ امید کیوں نہ لگائیں کہ جب لوگ اپنی علاقائی زبانوں میں دونوں تراجم دیکھیں گےتو خودبخود ان پر بائبل اورقرآن کافرق واضح ہوجائے گا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ زویمر کی تحریر میں جدید اسلام اوراس سے ملتے جلتے الفاظ سے اکثرحضرت امام مہدی علیہ السلام کے ہاتھوں سارے عالم میں غلبۂ اسلام کے لئے تیارہونے والی جماعت احمدیہ کی طرف اشارہ ہواکرتا ہے۔یہاں بھی یہ پادری جماعت احمدیہ کے علم کلام اوراس کے پیداکردہ حیرت انگیز، عالمگیر انقلاب سے لرزاں وترساں نظرآتا ہے۔اورتراجم قرآن کی بابت جماعت احمدیہ کی کوششوں کو بہت بڑادیکھتا ہے۔مگراپنے پادری ساتھیوں کو بے دلی سے بچانے کے لئے ان کوکہتا ہے کہ آج بھی مسلم دنیامیں جہاں جہاں قدامت پسند علماء کاقبضہ ہے اوران کوایسے خیالات وعقائد پراپنے حکمرانوں کی پشت پناہی حاصل ہے، توقرآن کا وہ ترجمہ جومسلم عوام کے لئے کیاجاتا ہے، اس کے متعلق یہ سوال قائم رہے گا کہ وہ ترجمہ عام مسلمانوں تک پہنچ بھی پائے گا یا نہیں؟ مثلاً استنبول اور قاہرہ میں آج بھی مسلمان حکمران اپنی مقدس کتاب یعنی قرآن کریم کے ترجمہ کی کوششوں کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔وغیرہ وغیرہ

The Use of Alms to Win converts. یعنی زکوۃ اورصدقات کے اموال سے اسلام میں نئے لوگوں کولالچ دے کرداخل کیا جاتا ہے، یہ کتابچہ زویمر کے زیرادارت نکلنے والے رسالہ The Muslim World کے 1932کے شمارہ میں شائع شدہ ہے۔

اپنی اس تصنیف میں زویمر لکھتا ہے کہ ابتدائے اسلام میں مسلمانوں نے کن محرکات کے سبب سے محمد(ﷺ) کے آسمانی مشن کو قبول کیا`ان امور کا مطالعہ دلچسپی سے بھراہواہے اوراس بابت بکثرت مواد موجود ہے بس کرنا یہ ہے کہ ہرایک ابتداء میں مسلمان ہونے والے کی زندگی کا اوراس کے خاص حالات کا بغورمطالعہ کرکے اس میں وہ خاص پہلوتلاش کیا جائے اوراس سے اپنے نتائج اخذ کئے جائیں۔نولڈکی نے ابتدائی مسلمانوں کی فہرست اس طرح لکھی ہے۔ خدیجہؓ، زیدؓ، علیؓ، چندغلام، سعدؓ اورابوبکرؓ اور پھر عثمانؓ اورقریش کے دیگر کچھ لوگ آئے۔

الزام تراشی اوردشمنی میں حد سے بڑھتے ہوئے زویمر نے یہاں تک لکھا کہ اسلام کی کمزوری کے دنوں میں یہ تلوار نہ تھی بلکہ (نعوذ باللہ) محمد(ﷺ) کی مکارانہ سخاوت تھی جنہوں نے یہ ابتدائی مسلم جمع کئے اورمثال کے طور پر حضرت عثمانؓ کا ذکرکرتے ہوئے ایک لمبا قصہ تحریر کیااورلکھا کہ آپؓ کو(نعوذباللہ) اسلام کے پیغام کی بجائے محمد(ﷺ) کی خوبرواورخوش شکل لڑکی رقیہؓ سے پیار ہوگیا تھا اور زویمر نے اس کتابچہ میں اپنے اس خودساختہ قصے کو خوب طول دیاہے۔پھرلکھا کہ دیگر ماننے والوں کی کہانیاں میور، مارگولیتھ اور Caetani نے لکھی ہیں۔اورزویمر اپنے قارئین کو قائل کرتا ہے کہ یہ سب قابل اعتبار عربی ماخذوں سے حاصل شدہ ہیں۔

مارگولیتھ نے اس بابت بہت کھل کر اعتراض کئے ہیں اوراپنی دل کی بھڑاس نکالی ہے۔مثلاً لکھا کہ ''ابوبکرؓ اور محمد(ﷺ) نے اپنی صلاحیتیں اپنی اس آہستہ آہستہ بڑھتی جماعت (یعنی اسلام) کوآگے بڑھانے میں اورلوگوں کوقابومیں رکھنے کے لئے کھل کر عام استعمال کیں۔غرباء کے معاملے میں ان کو مالی سہولت دی جاتی تھی۔یہ سب اس وقت تک جاری رہا جب تک اسلام میں جبراورتشدد کا آغاز نہ ہوا تھا۔اس مرحلے پر محمد(ﷺ) نے دیکھا کہ کئی خاندان پورے کے پورے اس کے سہارے پل رہے ہیں۔مگرہمیں زیادہ شک نہیں کرنا چاہئے کہ یہ دولت ہی تھی جوآغاز میں سب سے زیادہ کارگر ثابت ہوئی۔''......''بنی نوع انسان سے واقف دیگر لوگوں کی طرح محمد(ﷺ) خودبھی اچھی طرح جانتے تھے اوراس اصول کواپناتے ہوئے اس کا عوام میں جابجااظہار بھی کرتے تھے کہ ہرانسان کی ایک قیمت ہوتی ہے۔اورکبھی یہ قیمت اونٹوں کی تعداد کی صورت میں متعین کی جاتی تھی۔''

(مارگولیتھ)

پھرلکھا کہ قرآن میں بھی ہمیں اس بابت ایک آیت واضح حکم لئے ملتی ہے جوگواہی دیتی ہے کہ آغاز کی صدیوں میں مذہب تبدیل کروانے کے لئے کیا طریقے اختیار کئے جاتے تھے۔اورقرآن کی یہ آیت ان ماڈرن مسلمانوں (یعنی احمدیوں) کے لئے ایک لاینحل مسئلہ بناہواہے۔یہ سورۃ التوبہ کی آیت نمبر60 ہے۔Palmer نے اس کا ترجمہ کیا ہے کہ صدقات صرف غریبوں ، محتاجوں اوران کا انتظام کرنے والوں کے لئے ہی ہیں۔اوران کے لئے جن کے دلوں کی تالیف مقصود ہے اوراسیروں کے لئے ، اورجوقرضے میں ہیں، اورجوخدا کی راہ پر ہیں، اورمسافروں کے لئے ہیں، یہ خدا کی طرف سے فریضہ کے طور پر ہے ،علیم وحکیم خدا کی طرف سے۔زویمر لکھتا ہے کہ مولفۃ القلوب کا صحیح ترجمہ اوپر درج نہیں کیا گیا ہے۔Lane کی ڈکشنری نے مستند عربی حوالوں سے لکھا ہے کہ جن کے دل جھکانا مقصود ہے یاجن کے دلوں کو جیتنا مقصد ہے..........کرم، محبت اورتوجہ سے۔یہ دراصل ان عرب سرداروں کے لئے تھی جن کو راغب کرنا اوران کوسبز باغ دکھانا مقصود تھا۔مثلاً حنین کے بعد اونٹوں کی تقسیم تاکہ وہ سردار اسلام کی نفرت چھوڑدیں۔دشمنی کم کردیں۔اورکچھ اس لئے کہ وہ مسلمان بھی ہوجائیں۔اوریہ رقوم اوراموال ان کے قوم والوں میں بانٹے گئے۔اوراسلام میں یہ رقوم اس لئے بھی بانٹی جاتی تھیں کہ مسلمان ہونے والے ثابت قدمی دکھائیں اورجلد اسلام نہ چھوڑدیں مگرابوبکرؓ نے آتے ہی یہ سلسلہ موقوف کردیا۔

فیروزآبادی کی مستندعربی لغت میں مولفۃ القلوب کے معانی درج کرکے 32 عرب سرداروں کے ناموں کی فہرست بھی دی گئی ہے۔وہ مشہور سردار جن کواموال دیئے گئے تاکہ وہ مسلمان ہوجائیں۔اورپھران کے پیچھے ان کے قبائل بھی اسلام میں آجائیں۔''

ان تعریفوں کا مطالعہ کرنے کے بعد کئی سوال اٹھتے ہیں۔مثلاً کن حالات کی وجہ سے یہ خاص حکم والی آیت اتری؟ اوراس سے مسلمانوں کے قوانین اورطرز عمل پر کیااثرات مرتب ہوئے؟ صدقہ اورزکوۃ کی وصولی اورخرچ کے معاملہ میں بیضاوی، الخازن اورطبری کی تفاسیر نے اس آیت کے شان نزول اوراس کی حکمتوں پر بحث کی ہے۔اوراس کی عملی شکل کی تفاصیل ابن ہشام، مسند، اصابہ اورالجاحظ وغیرہ نے لکھی ہیں۔

یہاں ہم ایک حقیقت کا اظہار کرتے چلیں کہ ان اہل مغرب کے مطالعہ اسلام کا سبب اورپس پردہ محرک اورنیت خواہ کچھ بھی ہو، ان میں ایک بات اکثرمشترک نظرآتی ہے کہ یہ اپنے کسی بھائی کی پہلے سے تیارشدہ کتاب اورمواد پر اتنا بھروسہ اور مدار کرتے ہیں کہ اصل ماخذ تک رسائی اورزیر بحث امور پر خودغوروخوض کرنے کے قابل تحسین فعل اورمحقق کے لئے لازمی ذمہ داری اکثرمستشرقین کی کتب میں معدوم نظرآتی ہے۔جہاں وہ اپنے پہلے بھائیوں کی کتب سے واقعات اٹھاتے ہیں وہاں سے تجزیات اورنتائج بھی اخذ کرلیتے ہیں اوراس ذخیرے کوہی آگے بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔مثلاً زویمر نے لکھا کہ ہم حقائق کا خلاصہ سرولیئم میور اور پروفیسر مارگولیتھ کے الفاظ میں لکھیں گے۔جو تاریخی حقائق کے عین مطابق ہونگے......

فروری 630ء کے آخری دنوں میں محمد کی افواج جب طائف کے محاصرے کے بعدجعرانہ کوواپس لوٹ رہی تھیں۔میور لکھتا ہے کہ ابوسفیان اوراس کے دونوں بیٹوں کو چالیس چالیس اونس چاندی ملی۔حکیم اور دوسرے پانچ افرادمیں سے ہرایک نے سوسواونٹ پائے۔دیگر چھ افرادایسے بھی تھے جن کو پچاس پچاس اونٹ ملے۔یہ غالباً بدویوں کے لئے مختص دولت تھی۔جب اس شک میں مبتلا کمزور ایمان والوں پر بے دریغ استعمال کیا گیاتوپرانے ایمان لانے والے طیش میں آگئے۔اس موقع پر کسی نے اعتراض کیا کہ فلاں فلاں بدوسردارکوتو سوسواونٹ ملےمگروفادارمومن جعیل (رضی اللہ عنہ) کوکچھ بھی نہیں ملا۔اس کی کیاوجہ ہے؟اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جعیل روئے زمین پرموجود اچھے اورنیک لوگوں میں سے ہے۔اس کا ان بدوسرداروں سے کیا جوڑ؟ میں توان لوگوں کے دل اسلام کی طرف موڑنا چاہتا تھا۔جب کہ جعیلؓ کواس لالچ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔پھر جب قناعت کی کمی کا اثرعام لوگوں میں بھی دیکھا جانے لگاتو اہل مدینہ بھی اس رومیں شامل ہونے لگے۔آنحضور ﷺ نے اہل مدینہ کوجمع کیااورجذبات سے بھری تقریر کی......کہ سب لوگ راضی ہوگئے۔اورباآواز بلنداس کااقرار کرنے لگے۔کہ''اے رسول! ہم سب اس پر راضی ہیں جوہمارے پاس ہے۔''

زویمر لکھتا ہے کہ محمد نے بھی ظاہری طور پرکبھی بھی اس محرک کوپوشیدہ رکھنے کی کوشش نہیں کی جس کے نتیجے میں یہ فیاضانہ تحائف بانٹے جارہے تھے۔اوروہ سردارجن کو یہ تحائف ملے وہ قرآن میں مولفۃ القلوب those whose hearts have been gained over. کے الفاظ سے یاد کئے گئے۔یہ خطاب ان کاہمیشہ کے لئے حق ٹھہرا۔

اموال غنیمت کی تقسیم والی روایت درج کرکے زویمراپنے ذہن اورسوچوں کے گھوڑے دوڑاتا ہے، اوردوردور کی کوڑیاں ملاکرکئی نئے مفروضے بطورحقائق پیش کرتا ہے، یعنی اپنی اختراعات کوتاریخی حقائق اور واقعات کا رنگ دینے کی کوشش کرتا ہے اوراپنی تحریر میں الفاظ لکھتا ہے کہ وجہ یہ ہوگی،ہم فرض کرلیتے ہیں، یہ بھی ہوسکتاہے وغیرہ وغیرہ۔

زویمر تواعتراض اوربدگمانی میں اس طرح حد سے بڑھ گیا کہ حسن ظن کے سارے پردے پھاڑ پھینکتا ہے۔لکھتا ہے کہ مدینہ میں وارد ہونے والے

مسافروں کی اس نیت سے مہمان نوازی کی جاتی تھی کہ وہ واپس اپنے اپنے قبائل میں جا کر اپنے ہم قوم لوگوں کو مسلمانوں کی فیاضی اور دولت مندی کے قصے سنا کر ان کو اسلام میں داخل کرلیں۔ حالانکہ اسلام پر اعتراض کرنے والے زویمر کے اپنے مذہب کی تعلیم اور اس کی تمام تر ہمدردی اور اخلاق کا دائرہ بنی اسرائیل کے مختصر گھرانے سے باہر نہ تھا۔ جبکہ بانی اسلام ﷺ نے تو اپنے وسیع دائرہ کرم سے انسان تو کیا چرند پرند، درختوں کو بھی باہر نہیں رکھا۔ تمام صفات کے منبع خدا کے نبی ﷺ کے صحبت یافتہ تو اس درجہ اخلاق پر فائز تھے کہ جنگی قیدی بھی گواہ بن گئے کہ ہم نے ان سے بڑھ کر میزبان نہیں دیکھا۔ جو خود بھوکے رہ کر ہمیں کھلاتے اور خود تپتی ریت پر پھٹے جوتوں کے ساتھ پیدل چلتے اور ہمیں سوار کرواتے۔ اور کسی کی نیت پر شک کرنا کسی بھی طرح مستحسن امر نہیں ہے جس کے زویمر صاحب بار بار مرتکب ہو رہے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اقتداری معجزات کا دائرہ ایک حد تک ہوتا ہے اور ان کا اثر بھی ایک خاص حد تک ہوتا ہے مگر اخلاقی معجزات جس طرح لوگوں کو اپنی طرف کھینچتے ہیں اس کے مقابل کی قوت کی نظیر آج تک دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک عرب کا ایک بڑا حصہ تو اپنے وسیع کرم اور بے پایاں مکارمِ اخلاق سے ہی جیت لیا تھا۔

آگے چل کر زویمر سورۃ التوبہ کی اس آیت کی تفسیر میں امام غزالی کی باتیں درج کرتا ہے اور پھر وہ بیضاوی کے حوالے سے لکھتا ہے کہ یہ حکم اسلام کے آغاز کے دنوں کے لئے تھا۔ یعنی جب لوگ تھوڑے تھے۔ اب جب بکثرت مسلمان موجود ہیں تو یہ طریقہ موقوف ہوگیا اور یہ حکم منسوخ......۔

پھر زویمر نے فقہ کی معروف کتاب ھدایۃ کے ترجمہ از Charles Hamilton کے حوالہ سے لکھا ہے کہ یہ حکم آنحضور ﷺ کے زمانہ تک محدود تھا۔ جب مسلمانوں کی تعداد تھوڑی تھی۔ یہ رشوت اور بھتہ اس لئے تھا کہ طاقتور لوگ مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچائیں اور ان صاحب ثروت اور طاقت لوگوں سے مختلف ضرورت کے مواقع پر مدد حاصل کی جاسکے۔

زویمر لکھتا ہے کہ اموال سے دل جیتنے کی یہ رسم بعد کی صدیوں میں بھی جاری رہی۔ مثلاً ابن رشد القرطبی (متوفی: 595ھ) نے لکھا کہ مؤلفۃ القلوب والا گروہ امام مالک کے نزدیک اب موجود نہیں۔ مگر امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ اب بھی امام کی صوابدید ہے کہ چاہے تو اس طرح کے خاندانوں کو اپنے ساتھ ملالے اور چاہے تو نہ ملائے۔

جدید اسلام جو بطور خاص احمدیوں کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے وہ اس آیت کی الگ ہی عقلی تفسیر کرتے ہیں۔ محمد علی کی ووکنگ سے چھپنے والی تفسیر میں لکھا ہے کہ اسلام کی تبلیغ کو دیکھا جائے تو ہر دور میں ایک ایسا طبقہ ضرور موجود ہوتا ہے جو اسلام کا پیغام سننا چاہتا ہے اس طبقہ تک اسلام کی آواز پہنچانے کے انتظامات کرنا زکوٰۃ کے مصارف میں سے ایک ضروری جزو ہے۔ پھر لکھا کہ زکوٰۃ کے مصارف کے متعلق شیعہ اور سنی مسلک قریب قریب ہے۔

Joynball نے زکوۃ کے مصارف میں آٹھ حقداروں کا ذکر کیا ہے اور اس میں چوتھے نمبر پر لکھا ہے کہ: ''وہ لوگ جن کے دل اسلام کی طرف مائل ہو چکے ہیں یا ابھی اسلام کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ اور قرآن کی اس سے وہ گروہ مراد ہے جس کا ہم ابھی ذکر کر آئے ہیں یعنی مکہ کے خاص خاص لوگ''

فقہ میں مؤلفہ سے مراد وہ گروہ ہے جو اسلام قبول کر چکے ہیں مگر ابھی ان کا مذہب سے لگاؤ بہت کم ہے اور دوسرے وہ اہم لوگ جن سے دوسروں پر بہت زیادہ اور گہرا اثر پڑتا ہے ان کو تحائف سے خریدا جائے۔ پھر عام اسلام قبول کرنے والوں کے لئے بھی یہ لفظ مؤلفہ رائج ہوگیا۔ زویمر اپنا ذاتی مشاہدہ لکھتا ہے کہ مصر میں جو قبطی اور یہودی مسلمان ہوتے ہیں ان کو مؤلفہ کہا جاتا ہے۔

کہتا ہے کہ آخر پر ہم لوگوں کی توجہ اس سورت کی آیت نمبر 58 سے 64 تک پھیرنا چاہتے ہیں۔ ان آیات میں رسول (ﷺ) نے اپنے طرز عمل کو براہ راست خدا کے سامنے پیش کرکے درست ثابت کیا ہے۔ قرآن میں کسی اور جگہ محمد نے خود کو اتنے بڑے مقام پر فائز نہیں کیا ہے یعنی براہ راست خدائی وحی کا مورد۔

''وہ جو خدا کے رسول کو تکلیف دیتے ہیں خدا کی طرف سے سخت سزا پائیں گے۔ کیا وہ یہ نہیں جانتے کہ جو کوئی بھی خدا اور اس کے رسول کی مخالفت کرے وہ بلاشبہ جہنم کی آگ میں سزا دیا جائے گا۔ اور وہ اس آگ میں رہتا چلا جائے گا۔''

یعنی عوام کے پیسے کے اس طرح بے دریغ استعمال پر اعتراض کرنے والے کے لئے دائمی آگ کا عذاب ہے جس طرح ہم نے توجہ دلائی ہے۔ مختلف تبصرہ جات اور حوالہ جات درج کرنے کے بعد زویمر Dr. E. M. Wherry کی تفسیر سے ایک اقتباس لکھ کر اپنا یہ مضمون ختم کرتا ہے۔ وہیری لکھتا ہے کہ ایک مسلمان ان آیات کو دیکھ کر ان کو محمد (ﷺ) کی کردار کشی کرنے والی آیات قرار نہیں دے سکتا کیونکہ وہ اس بات پر پورا ایمان رکھتا ہے کہ محمد (ﷺ) واقعی خدا کے رسول ہیں اور ان کے خلاف چلنا خدا کے خلاف چلنا ہے (لیکن مسئلہ یہ ہے) کہ ہمارے عیسائی لوگ جو محمد (ﷺ) کی طرف سے معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرتے ہیں وہ یہاں اپنے ہیرو کو کس طرح بچا سکتے ہیں اس کا ہمیں کوئی علم نہیں۔ کیا وہ اس کے رسول تھے؟ کیا اس نے ان آیات کی زبان خود بنائی ہے یا یہ زبان جیسا کہ وہ اظہار کرتا ہے اسے خدا سے براہ راست ملی ہے۔ اور اس طرح ہم مان لیں کہ وہ واقعی خدا کا منہ تھا......لیکن اگر وہ خود قرآن کا مصنف ہے اور خدا کا رسول نہیں ہے تو اسے اس طرح کی سخت فریب والی اور مکفرانہ زبان کے استعمال کے الزام سے کس طرح بری قرار دیا جاسکتا ہے۔

❁❁❁❁❁

جماعت احمدیہ بینن کے تحت

داسا کے مقام پر احمدیہ مسلم ہسپتال کا شاندار افتتاح

رپورٹ: ناصر احمد محمود طاہر۔ مبلغ سلسلہ بینن)

جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساری دنیا میں انسانیت کی خدمت کے لئے کوشاں ہے۔ اسی طرح بینن جیسے ملک میں بھی طبی میدان میں مستقل خدمات سرانجام دی جارہی ہیں۔ شمالی بینن میں پاراکو ہسپتال اور جنوب میں پورتو نووو اور کوتو نو ہسپتالوں کے بعد اب داسا کے شہر میں بھی ایک ہسپتال قائم کرنے کی توفیق ملی ہے۔

2004ء کے دورہ کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت اس ملک میں تعلیمی ادارے اور مختلف طبی مراکز قائم کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ اسی سلسلہ میں 7رجنوری 2009 کو داسا شہر میں ہسپتال کا افتتاح عمل میں آیا۔ فی الحال یہ ہسپتال ایک کرایہ کی بلڈنگ میں کھولا گیا ہے۔

داسا شہر بینن میں جنوب سے شمال کی طرف جاتے ہوئے پہلا شہر آتا ہے۔ 2004ء میں حضور انور ایدہ اللہ کے دورہ کے دوران یہاں قریباً چالیس سے زائد بادشاہوں نے حضور انور کے استقبال کا شرف پایا تھا۔

مورخہ 7رجنوری 2009ء کا دن داسا شہر کے عوام کے لئے واقعی خوش قسمت دن تھا۔ یہی وجہ تھی کہ عوام تو عوام اس روز اس علاقہ کی 30 سے زائد اتھارٹیز بھی اس افتتاح میں شامل ہوئیں۔ مکرم ڈاکٹر محمود احمد ناصر صاحب انچارج داسا ہسپتال نے بڑے عمدہ انتظامات کئے تھے۔

پانچ بجے شام تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ حسب روایت مقامی اتھارٹیز کی پانچ اہم شخصیات نے عوام کی نمائندگی میں اپنے جذبات کا اظہار کیا۔

نمائندہ میئر نے میئر کی نمائندگی میں کہا کہ میئر خود اس تقریب میں شامل ہونا چاہتے تھے مگر انہیں دارالحکومت جانا پڑا۔ ان کا پیغام ہے کہ ''میرا دل جماعت احمدیہ کے ساتھ ہے اور نیک تمنائیں بھی''۔ وہ بھی اس ہیلتھ سینٹر کے افتتاح پر خوش تھے۔ انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی خدمات تمام نسل پر محیط ہیں۔

چیف آف داسا کی تقریر

چیف آف داسا نے کہا کہ یہ میری بہت بڑی عزت افزائی ہے کہ مَیں جماعت احمدیہ کی اس تقریب میں شامل ہوں۔ انہوں نے کہا کہ مَیں سال 2009ء کو بہت بابرکت سمجھتا ہوں کیونکہ اس سال میں جماعت احمدیہ کے فیض کے دروازے ہم پر کھلنے شروع ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہسپتال کے لئے تین ہیکٹر زمین بھی دی۔

کنگ آف داسا کی تقریر

کنگ آف داسا نے اپنی تقریر میں کہا کہ 2004ء میں خلیفۃ المسیح کی پہلی بار بینن میں آمد پر ہم سب چیفس ہوٹل میں آپ سے ملاقات کے لئے جمع ہوئے تھے۔ پھر پاراکو اور توئی جا کر بھی حضور کے پروگرام میں شرکت کی۔ لوگوں کی ہیلتھ کا مسئلہ بیان کیا تو حضور نے اس کو حل کردیا اور آج وہاں ایک شاندار ہسپتال ہے۔ اب داسا میں بھی ہسپتال شروع ہو گیا ہے جس کے لئے ہم حضور کے مشکور ہیں۔

اتھارٹیز کی تقاریر کے بعد مکرم امیر صاحب نے تقریر میں مختلف مذاہب میں مسیح کی آمد ثانی کی پیشگوئیاں اور آمد مسیح کا مقصد ساری دنیا کو ایک ہاتھ میں لاکر کھڑا کرنا بتایا۔ اور بتایا کہ مسیح موعودؑ کی آمد کا مقصد ہر کس و ناکس کی خدمت ہے۔ اور کہا کہ آپ کی آمد کا ایک ہی مقصد تھا کہ بندے کو اپنے پیدا کرنے والے سے ملانا اور اس کی مخلوق کی سچی ہمدردی کرنا ہے۔ جماعت احمدیہ جہاں روحانی مریضوں کا علاج کرتی ہے وہاں جسمانی مریضوں کے لئے دارالشفا کھولتی چلی جارہی ہے۔

مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ ادارے خواہ میڈیکل کے ہوں یا تعلیم کے ہر شخص ان سے استفادہ کرسکتا ہے۔

مکرم امیر صاحب نے 39 نلکوں کی مرمت کا بھی بتایا۔ دعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ اس ہسپتال کو عوام کی بہترین خدمت کی توفیق دے۔ اور یہاں کے ڈاکٹر اور باقی کارکنان کے ہاتھوں میں معجزانہ شفا رکھ دے۔

✡✡✡✡✡✡

براہ کرم آپ ہم سے رابطہ فرمائیں!

اگر آپ نے کبھی کوئی مقالہ یا کتاب لکھی ہے یا آپ کی کوئی تصنیف شائع ہوئی ہے تو درخواست ہے کہ اولین فرصت میں ہم سے رابطہ فرمائیں۔ ''ریسرچ سیل'' ایسی تمام کتب/اخبارات ورسائل اور مقالہ جات کا ڈیٹا(Data) اکٹھا کررہا ہے جو 1889ء سے لے کر اب تک کسی بھی احمدی کی طرف سے شائع شدہ ہوں۔

درج ذیل کوائف کے مطابق ہمیں فیکس یا ای میل کریں۔ اگر آپ کے پاس سلسلہ کی پرانی کتب موجود ہیں تو بھی درخواست ہے کہ ہمیں مطلع فرمائیں۔ آپ کے تعاون کا شدت سے انتظار رہے گا۔

ضروری کوائف:

کتاب کا نام: مصنف/مرتب/مترجم کا نام: ایڈیشن: مقام اشاعت: تاریخ اشاعت:

ناشر/طابع: تعداد صفحات: موضوع:

برائے رابطہ فون نمبرز:

Off:0092 476 214953 Res:0476214313.

Mob: 03344290902 - Fax: 0092 476 211943

Email: tahqeeqj@yahoo.com - tahqeeq@gmail.com

ayaz313@hotmail.com

انچارج ریسرچ سیل۔ ربوہ

بقیہ: حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام
کی زرین نصائح از صفحہ نمبر 2

غفلت سے زندگی بسر نہ کریں اور دعا میں لگے رہیں۔

نماز میں سورۃ فاتحہ کا اخلاص کے ساتھ پڑھنا بلاؤں سے حفاظت کا ایک ذریعہ ہے

''خدا سے اُس کا فضل مانگنا اور دعا میں لگے رہنا اِس سے بہتر اور کوئی طریق نہیں۔ یہی ایک راہ ہے جو نہایت ضروری اور واجب طریق ہے۔ اسی وجہ سے قرآن شریف میں عذاب سے بچنے کے لئے دُعا ہی ہمیں سکھائی گئی ہے اور وہ دُعا سورۂ فاتحہ کی دُعا ہے جو پنجوقت نماز میں پڑھی جاتی ہے۔ یہ دونوں قسم کے عذابوں سے بچنے کے لئے دُعا ہے۔ کیونکہ آخری فقرہ دُعا کا یہ ہے کہ ''یا الٰہی اُن لوگوں کی راہ سے بچا جن میں طاعون پھوٹی تھی''۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دُعا اس لئے ہے کہ تا ہم دنیا کے جہنم اور آخرت کے جہنم دونوں سے بچائے جائیں۔ لہٰذا میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص یہ دُعا یعنی سورۃ فاتحہ دفع طاعون کے لئے اخلاص سے نماز میں پڑھتا رہے تو خدا اُس کو اس بَلا سے اور اِس کے بدنتائج سے بچائے گا''۔

اس غیور خدا سے ڈرو جس کی غیرت ہمیشہ بدکاروں کو نابود کرتی رہی ہے

''سو اگر چہ طبابت کی تدبیریں نہایت عمدہ چیزیں ہیں اور جو کچھ ہماری گورنمنٹ نے ہدایتیں پیش کی ہیں وہ قابلِ شکرو غمخواری ہیں مگر تا ہم تمام فلاح اور نجات کا مدار انہی تدبیروں کو نہ سمجھو۔ اپنے خدائے رحیم وکریم سے بھی صلح کرو۔ دیکھو کس قدر ملک میں گناہ اور فریب اور جھوٹ اور ظلم اور حق تلفی اور بدکاری پھیل گئی ہے۔ یہ وہی معاصی ہیں جن کی وجہ سے پہلی قومیں بھی ہلاک ہوتی رہی ہیں۔ سو اس غیور خدا سے ڈرو جس کی غیرت ہمیشہ بدکاروں کو نابود کرتی رہی ہے۔ اگر خداوند ذوالجلال سے خوف کرو گے اور اپنے دلوں میں اس کی عظمت بٹھا لو گے تو وہ تمہیں ضائع ہونے سے بچالے گا اور تم اور تمہاری اولاد بچ جائے گی اور خدا کا رحم تمہارا حامی ہوگا اور ایسے اسباب پیدا کردے گا جن سے یہ زہریلا مادہ دور ہوجائے۔ اور اگر دنیا میں مست ہو کر خدا تعالیٰ کی پروا نہیں رکھو گے اور گناہ سے باز نہیں آؤ گے تو وہ قادر ہے کہ تمہاری تمام تدبیریں بیکار کردیوے۔ اور ایسی راہ سے تمہیں پکڑے کہ تمہیں معلوم نہ ہو۔

دیکھو یہود میں جب طاعون مصر اور کنعان کی راہ میں پھوٹی تو وہ لوگ اُس وقت جنگل میں تھے اور شہر کی عفونتوں سے بالکل الگ تھے۔ ترنجبین اور بٹیر اُن کی غذا تھی۔ وہ یقین کرتے تھے کہ اب کوئی بلا ہم پر نہیں آئے گی۔ مگر جب انہوں نے نافرمانی شروع کی اور فسق وفجور میں مبتلا ہوئے تو وہی ترنجبین اور بٹیر طاعون کا موجب ہوگئے۔ یہ کیسا باریک بھید خدا کی حکمتوں کا ہے کہ چونکہ اللہ جلّ شانہٗ جانتا تھا کہ یہ قوم عنقریب سرکشی اختیار کرے گی اس لئے اُن کے لئے دن رات کی غذا ترنجبین اور بٹیر مقرر کیا گیا۔ یہ دونوں چیزیں طبّ کے قواعد کی رُو سے بالخاصیت طاعون پیدا کرتی ہیں۔ اس وجہ سے طبیب لوگ امراض جلدِیّہ میں جہاں ثبور اور پھوڑوں کی بیماریاں ہوں ترنجبین دینے سے پرہیز کیا کرتے ہیں۔ بدبخت یہود ایک طرف تو ارتکاب جرائم کا کرتے رہے اور دوسری طرف دن رات بٹیر اور ترنجبین کھا کر طاعون کا مادہ اپنے اندر جمع کرلیا۔ جب اُن کے مؤاخذہ کا وقت آیا تو جرائم انتہا کو پہنچ چکے تھے جو سزا کو چاہتے تھے۔ اور دوسری طرف طاعونی مادہ بٹیر اور ترنجبین کے استعمال سے اس قدر اُن کے اندر جمع ہوگیا تھا کہ اب وہ تقاضا کرتا تھا کہ اُن میں طاعون پُھوٹے۔ سو اس ایک ہی رات میں جب یہودیوں کے لئے آسمان سے سزا کا حکم نازل ہوا ساتھ اس کے مادۂ طاعون کو بھی جو طیار بیٹھا تھا یہ حکم آیا کہ ہاں اب نکل اور اس شریر قوم کو ہلاک کر۔ تب وہ اس جنگل میں کتّوں کی طرح مرے۔ فاعتبروا یااولی الابصار۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اِن لوگوں کا بھی یہی حال ہوگا کہ جو ایک قسم کی زناکاری اور چوری اور خونریزی اور مال حرام کھانے اور نوع انسان کے دُکھ دینے میں درندوں کی طرح دلیری سے قدم رکھتے ہیں۔ نہ خدا کے حدود اور قوانین سے ڈرتے ہیں اور نہ گورنمنٹ کے مقرر کردہ قانونوں سے اُن کو خوف ہے۔''

خدا سے ڈرو اور درحقیقت اس سے صلح کرو

''اے لوگو! خدا سے ڈرو اور درحقیقت اس سے صلح کرلو۔ اور سچ مچ صلاحیت کا جامہ پہن لو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک شرارت تم سے دُور ہوجائے۔ خدا میں بے انتہا عجیب قدرتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا طاقتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا رحم اور فضل ہے۔ وہی ہے جو ایک ہولناک سیلاب کو ایک دم میں خشک کرسکتا ہے۔ وہی ہے جو مہلک بلاؤں کو ایک ہی ارادے سے اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر دُور پھینک دیتا ہے۔ مگر اس کی یہ عجیب قدرتیں اُن ہی پر کُھلتی ہیں جو اس کے ہی ہوجاتے ہیں اور وہی یہ خوارق دیکھتے ہیں جو اس کے لئے اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کرتے ہیں اور اُس کے آستانے پر گرتے ہیں اور اُس قطرے کی طرح جس سے موتی بنتا ہے صاف ہوجاتے ہیں۔ اور محبت اور صدق اور صفا کی سوزش سے پگھل کر اس کی طرف بہنے لگتے ہیں۔ تب وہ مصیبتوں میں اُن کی خبر لیتا ہے اور عجیب طور پر دشمنوں کی سازشوں اور منصوبوں سے انہیں بچا لیتا ہے اور ذلّت کے مقاموں سے انہیں محفوظ رکھتا ہے۔ وہ اُن کا متولّی اور متعہّد ہوجاتا ہے۔ وہ اُن مشکلات میں جبکہ کوئی انسان کام نہیں آسکتا اُن کی مدد کرتا ہے اور اُس کی فوجیں اس کی حمایت کے لئے آتی ہیں۔ کس قدر شکر کا مقام ہے کہ ہمارا خدا کریم اور قادر خدا ہے۔ پس کیا تم ایسے عزیز کو چھوڑو گے؟ کیا اپنے نفسِ ناپاک کے لئے اُس کی حدود کو توڑو گے؟ ہمارے لئے اُس کی رضامندی میں مرنا ناپاک زندگی سے بہتر ہے''۔

(ایامِ صلح روحانی خزائن جلد نمبر 14 صفحہ 336-342)

ظاہری وباء سے بچاؤ کے لئے دلوں کی معصیت وباء سے بچنا ضروری ہے

حضرت مسیح موعودؑ خدا کے نبی اور ماموروں مصلح تھے۔ آپ نے جہاں وبائی امراض، زلزلوں اور آسمانی عذابوں سے بچنے کے لئے ظاہری تدابیر کو اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی وہاں آپ نے ان آفات ومصائب کی باطنی وجوہ کا ذکر کرتے ہوئے ان سے محفوظ رہنے کے لئے نہایت اہم نصائح فرمائیں۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں۔

''ایک اور ضروری امر ہے جس کے لکھنے پر میرے جوش ہمدردی نے مجھے آمادہ کیا ہے۔ اور میں خوب جانتا ہوں کہ جو لوگ رُوحانیت سے بے بہرہ ہیں اس کو ہنسی اور ٹھٹھے سے دیکھیں گے۔ مگر میرا فرض ہے کہ میں اس کو نوع انسان کی ہمدردی کے لئے ظاہر کروں''

اس کے بعد حضور علیہ السلام اپنی ایک خواب کا ذکر فرماتے ہیں جو پنجاب میں طاعون پھیلنے کے متعلق ہے۔ پھر فرماتے ہیں:۔

''مجھے اس سے پہلے طاعون کے بارے میں الہام بھی ہوا اور وہ یہ ہے اِنَّ اللّٰہَ لَایُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ۔ اِنَّہٗ آوَی الْقَرْیَۃَ۔ **یعنی جب تک دلوں کی وباء معصیت دُور نہ ہو تب تک ظاہری وبا بھی دُور نہیں ہوگی۔** اور درحقیقت دیکھا جاتا ہے کہ ملک میں بدکاری کثرت سے پھیل گئی ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت ٹھنڈی ہو کر ہوا وٴ ہوس کا ایک طوفان برپا ہو رہا ہے۔ اکثر دلوں سے اللہ جلّشانہٗ کا خوف اُٹھ گیا ہے اور وباؤں کو ایک معمولی تکلیف سمجھا گیا ہے جو انسانی تدبیروں سے دور ہوسکتی ہے۔ ہر ایک قسم کے گناہ بڑی دلیری سے ہو رہے ہیں۔ اور قوموں کا ہم ذکر نہیں کرتے۔ وہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں اُن میں سے جو غریب اور مفلس ہیں اکثر اُن میں سے چوری اور خیانت اور حرام خوری میں نہایت دلیر پائے جاتے ہیں۔ جھوٹ بہت بولتے ہیں اور کئی قسم کی خسیس اور مکروہ حرکات ان سے سرزد ہوتے ہیں اور وحشیوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔ نماز کا تو ذکر کیا کئی کئی دنوں تک منہ بھی نہیں دھوتے اور کپڑے بھی صاف نہیں کرتے۔ اور جو لوگ امیر اور رئیس اور نوّاب یا بڑے بڑے تاجر اور زمیندار اور ٹھیکہ دار اور دولت مند ہیں وہ اکثر عیاشیوں میں مشغول ہیں اور شراب خوری اور زناکاری اور بداخلاقی اور فضول خرچی اُن کی عادت ہے اور صرف نام کے مسلمان ہیں اور دینی امور میں اور دین کی ہمدردی میں سخت لاپرواہ پائے جاتے ہیں۔''

ہر قسم کے ظلم اور بدکاری سے بچیں

''اب چونکہ اس الہام سے جو ابھی میں نے لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقدیر معلّق ہے اور توبہ اور استغفار اور نیک عملوں اور ترک معصیت اور صدقات اور خیرات اور پاک تبدیلی سے دور ہوسکتی ہے۔ لہٰذا تمام **بندگان خدا کو اطلاع دی جاتی ہے کہ سچے دل سے نیک چلنی اختیار کریں اور بھلائی میں مشغول ہوں اور ظلم اور بدکاری کے تمام طریقوں کو چھوڑ دیں۔**

مسلمانوں کو چاہئے کہ سچّے دل سے خدا تعالیٰ کے احکام بجالاویں۔ نماز کے پابند ہوں۔ ہر ایک فسق وفجور سے پرہیز کریں۔ توبہ کریں اور نیک بختی اور خدا ترسی اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوں۔ غریبوں اور ہمسایوں اور یتیموں اور بیواؤں اور مسافروں اور درماندوں کے ساتھ نیک سلوک کریں اور صدقہ وخیرات دیں اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں اور نماز میں اِس بلا سے محفوظ رہنے کے لئے رو رو کر دُعا کریں۔ پچھلی رات اُٹھیں اور نماز میں دُعائیں کریں۔

غرض ہر قسم کے نیک کام بجالائیں اور ہر قسم کے ظُلم سے بچیں اور اُس خدا سے ڈریں جو اپنے غضب سے ایک دم میں ہی دُنیا کو ہلاک کرسکتا ہے۔

مَیں ابھی لکھ چکا ہوں کہ یہ تقدیر ایسی ہے کہ جو دُعا اور صدقات اور خیرات اور اعمال صالحہ اور توبہ نَصُوح سے ٹل سکتی ہے اس لئے میری ہمدردی نے تقاضا کیا کہ میں عام لوگوں کو اس سے اطلاع دوں۔

یہ بھی مناسب ہے کہ جو کچھ اس بارے میں گورنمنٹ کی طرف سے ہدایتیں شائع ہوئی ہیں خواہ نخواہ اُن کو بدظنی سے نہ دیکھیں بلکہ گورنمنٹ کو اس کاروبار میں مدد دیں اور اس کے شکر گزار ہوں کیونکہ سچ یہی ہے کہ یہ تمام ہدایتیں محض رعایا کے فائدہ کے لئے تجویز ہوئی ہیں۔

اور ایک قسم کی مدد یہ بھی ہے کہ نیک چلنی اور نیک بختی اختیار کرکے اس بَلا کے دُور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ سے دُعائیں کریں تا یہ بَلا رُک جائے یا اس حد تک نہ پہنچے کہ اس مُلک کو فنا کردیوے۔ یاد رکھو کہ سخت خطرے کے دن ہیں اور بَلا دروازہ پر ہے۔ نیکی اختیار کرو اور نیک کام بجالاؤ۔ خدا تعالیٰ بہت حلیم ہے لیکن اس کا غضب بھی کھا جانے والی آگ ہے اور نیک کو خدا تعالیٰ ضائع نہیں کرتا۔ مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ (النسآء:148)۔

بترسید از خدائے بے نیاز وسخت قہاّرے
نہ پندارم کہ بد بیند خدا ترسے نکوکارے
مرا باور نمی آید کہ رسوا گردد آن مردے
کہ می ترسد ازاں یارے کہ غفّارست وستّارے
گرآں چیزے کہ می بینم عزیزاں نیز دیدندے
ز دُنیا توبہ کردندے بچشم زار وخونبارے
خور تاباں سیہ گشت ست از بدکاری مردم
زمیں طاعوں ہمی آرد پئے تخویف وانذارے
بہ تشویش قیامت ماند ایں تشویش گر بینی
علاجے نیست بہرِ دفعِ آں جز حُسن کردارے
نشاید تافتن سرزاں جناب عزّت وغیرت
کہ گر خواہد کُشد در یکدمے چوں کرم بیکارے
من از ہمدردی اَت گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہرایں روز ست اے داناؤ ہشیارے

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 5-7)

مذکورہ بالا فارسی اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے:

لوگو! بے نیاز اور قہار خدا سے ڈرو۔ مَیں نہیں سمجھتا کہ متقی اور نیک آدمی کبھی نقصان اٹھاتا ہو۔

مجھے یقین نہیں آتا کہ وہ شخص کبھی رسوا ہو جو اس سے ڈرتا ہے جو غفار وستّار ہے۔

اگر وہ چیز جسے مَیں دیکھ رہا ہوں دوست بھی دیکھتے تو دنیا سے رو رو کر توبہ کرتے۔

لوگوں کی بدکاریوں کی وجہ سے چمکتا ہوا سورج بھی سیاہ ہوگیا اور زمین بھی ڈرانے اور دھمکانے کی خاطر طاعون پیدا کررہی ہے۔

اگر تُو غور سے دیکھے یہ مصیبت قیامت کی مصیبت کی طرح ہے۔ اور اس کے دُور کرنے کا علاج سوائے نیک اعمال کے اور کچھ نہیں۔

اس عزت اور غیرت والی بارگہ سے سرکشی نہیں کرنی چاہئے۔ اگر وہ چاہے تو ایک دم میں کیڑے کی طرح تجھے فنا کردے۔

مَیں نے ہمدردی سے تجھے یہ بات کہی ہے۔ اب تو آپ بھی غور کرلے اے دانا اور سمجھدار انسان! عقل اسی دن کے لئے ہوا کرتی ہے۔

(باقی آئندہ)

❁❁❁❁❁❁❁

سیرالیون میں
مختلف مساجد کی تعمیر اور بابرکت افتتاح

(رپورٹ: رضوان احمد افضل - مبلغ سلسلہ سیرالیون)

مکرم محترم مبارک احمد طاہر صاحب مرکزی نمائندہ کی موجودگی میں خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ سیرالیون کو اپنی مکمل ہونے والی مساجد کی افتتاحی تقاریب منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ سیرالیون میں حضور انور ایدہ اللہ کی منظوری سے ہر سال مساجد کی تعمیر کا سلسلہ جاری ہے۔ ان مساجد کے مکمل ہونے پر ان کے افتتاح کی تقاریب حسب موقع منعقد کی جاتی ہیں۔ ان تقاریب سے جماعتوں میں ولولہ پیدا ہوتا ہے اور ان کے ایمانوں میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔

مکرم مبارک احمد طاہر صاحب سیکرٹری مجلس نصرت جہاں ربوہ کے دورہ کے دوران خدا کے فضل سے ہمیں مندرجہ ذیل 5 مقامات پر مساجد کے افتتاح کی توفیق ملی۔

1۔ مانگے بورے (روکوپور ریجن)

یہ مسجد سیرالیون سے ہمسایہ ملک گنی کناکری جانے والی مین ہائی وے پر واقع ہے۔ چند سال قبل یہاں کے پیراماؤنٹ چیف احمدی ہوئے تھے۔ اب خدا کے فضل سے یہاں اچھی جماعت قائم ہو چکی ہے۔ امسال یہاں وسیع اور خوبصورت مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی ہے۔ مکرم ناصر احمد صاحب ٹھیکیدار نے دو خوبصورت مینار بنا کر اس مسجد کی خوبصورتی بڑھا دی ہے۔ مورخہ 26 جنوری کا دن مانگے بورے جماعت کے لئے بہت ہی برکتوں والا دن تھا۔ آج ان کی نئی تعمیر ہونے والی مسجد کا افتتاح تھا۔ امیر جماعت سیرالیون مکرم مولانا سعیدا لرحمٰن صاحب کے ہمراہ مکرم مبارک احمد طاہر مرکزی نمائندہ مانگے بورے پہنچے۔ مکرم محمد نعیم اظہر صاحب مبلغ سلسلہ روکوپور اس تقریب کی تیاریوں کے سلسلہ میں پہلے سے وہاں موجود تھے۔ اس سادہ اور پروقار تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد مکرم مولانا سعید الرحمٰن صاحب امیر سیرالیون مکرم مبارک احمد طاہر صاحب نے اپنے خطاب میں اسلام کی پرامن تعلیمات کا ذکر کیا اور بتایا کہ اسلام ایک پرامن مذہب ہے اور مسجد بھی امن کا ایک نشان ہے۔ آپ نے مساجد کو آباد رکھنے کے حوالے سے بھی نصائح فرمائیں۔ تقریب کے اختتام پر آپ نے دعا کروائی۔ نماز ظہر وعصر کی ادئیگی کے ساتھ مسجد کا باقاعدہ افتتاح ہوا۔ اس تقریب میں مانگے بورے کے علاوہ اردگرد کے احمدی دیہات سے بھی کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت کی۔ اس تقریب میں کل 400 سے زائد احباب وخواتین نے شرکت کی۔ تقریب کے اختتام پر سب شاملین کو وافر کھانا پیش کیا گیا۔ اس مسجد کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے **مسجد حبیب** عطا فرمایا ہے۔ مسجد کا سائز 50 / 35 فٹ ہے۔

2۔ کوری بونڈو (Bo ریجن)

یہ مسجد سیرالیون سے لائبیریا جانے والی مین ہائی وے پر واقع ہے۔ مسجد سے تھوڑے فاصلے پر ہمارا پرائمری اور سیکنڈری سکول بھی واقع ہے۔ یہاں بہت پرانی جماعت ہے۔ مگر اب تک مسجد کی تعمیر مختلف وجوہ کی بنا پر نہیں ہو سکی تھی۔ امسال یہاں مسجد کی تعمیر شروع کی گئی اور بہت ہی مختصر عرصہ میں وسیع اور خوبصورت مسجد کی تعمیر مکمل کر لی گئی۔

مورخہ 10 فروری کی صبح مکرم مولانا سعید الرحمٰن صاحب امیر و مشنری انچارج سیرالیون اور مکرم مبارک احمد طاہر صاحب کوری بونڈو پہنچے۔ وفد کا استقبال ریجنل مبلغ بو ریجن مکرم عقیل احمد صاحب نے جماعت احمدیہ کوری بونڈو کے ساتھ کیا۔ یہاں ایک نہایب سادہ اور پروقار تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔ جس میں علاقے کے سرکردہ افراد کو بھی دعوت دی گئی تھی۔ آج کوری بونڈو کی جماعت بہت خوش تھی۔ کیونکہ آج انہیں مسجد مل گئی تھی۔ اس سے قبل وہ ایک دکان میں نماز سینٹر بنا کر وہاں نمازیں ادا کرتے تھے۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مہمان خصوصی کے تعارف کے بعد مہمان خصوصی مکرم مبارک احمد طاہر صاحب نے اپنے خطاب میں احباب جماعت کو نمازوں کے قیام اور مسجد کو آباد رکھنے کی طرف توجہ دلائی۔ تقریب کے اختتام پر دعا کے ساتھ مسجد کا باقاعدہ افتتاح عمل میں آیا۔ اس تقریب میں کوری بونڈو کے علاوہ بو، بانڈا جمعہ سوا اور دوسرے قریبی دیہات سے بھی احباب جماعت نے شرکت کی۔ اس تقریب میں کل 450 سے زائد احباب جماعت نے شرکت کی۔ اس مسجد کا سائز 35 / 25 فٹ ہے۔

پروگرام کے اختتام پر سب شاملین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

3۔ لونسر (لونسر ریجن)

سیرالیون میں خانہ جنگی سے قبل لونسر میں ہماری چھوٹی سی جماعت ہوا کرتی تھی۔ اسی طرح ایک پرانی مسجد بھی تھی۔ مگر جنگ کے بعد نہ یہاں مشن ہاؤس رہا اور نہ مسجد۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہاں 2006ء میں مشن ہاؤس مکمل کیا گیا ہے۔ اور اب خدا کے فضل سے یہاں وسیع اور خوبصورت سینٹرل مسجد کی تعمیر بھی مکمل ہوگئی ہے۔ مکرم ناصر احمد صاحب ٹھیکیدار نے اس مسجد کو خوبصورت میناروں سے سجا دیا ہے۔ یہاں ہمارے ریجنل مشنری مکرم ضیاء اللہ ظفر صاحب بطور ریجنل مشنری کام کر رہے ہیں۔ یہاں اب خدا کے فضل سے اچھی جماعت قائم ہو چکی ہے۔ یہاں کے پیراماؤنٹ چیف احمدی ہیں۔ یہاں ہمارا پرائمری سکول بھی ہے۔

مورخہ 21 فروری کو محترم امیر صاحب سیرالیون مولانا سعید الرحمٰن صاحب اور مرکزی نمائندہ مکرم مبارک احمد طاہر صاحب لونسر پہنچے۔ مکرم ریجنل مبلغ صاحب نے مسجد کے احاطہ میں ایک پروقار تقریب کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ تقریب میں لونسر کے پیراماؤنٹ چیف کے علاوہ وہاں کی سرکردہ شخصیات نے بھی شرکت کی۔ اس تقریب کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ مکرم مبارک احمد طاہر صاحب نے اپنے خطاب میں احباب جماعت کو قیام نماز اور باجماعت نمازوں کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے مسجد کو آباد رکھنے کے حوالے سے بھی نصائح فرمائیں۔ تقریب کے اختتام پر دعا ہوئی۔ نماز ظہر وعصر کی ادئیگی کے ساتھ مسجد کی باقاعدہ افتتاح ہوا۔ تقریب کے اختتام پر سب شاملین کو کھانا پیش کیا گیا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے اس مسجد کا نام **مسجد بیت المومن** عطا فرمایا ہے۔ اس مسجد کا سائز 45 / 30 فٹ ہے۔

4۔ نیوٹن (مشائکا ریجن)

یہ جگہ سیرالیون کے دارالحکومت فری ٹاؤن سے باہر جانے والی مین ہائی وے پر واقع ہے۔ یہ مین ہائی وے دارالحکومت کو پورے ملک سے ملاتی ہے۔ جہاں یہ نئی مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ اسی کمپاؤنڈ میں ہمارا پرائمری سکول اور سیکنڈری سکول بھی واقع ہے۔

مورخہ 24 فروری کی صبح یہاں ایک پروقار تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں احباب جماعت کے علاوہ علاقے کے سرکردہ شخصیات نے بھی شرکت کی۔ صبح 10 بجے محترم امیر صاحب سیرالیون مولانا سعید الرحمٰن صاحب کے ہمراہ مکرم مبارک احمد طاہر صاحب اس تقریب میں شرکت کیلئے پہنچے۔ کثیر تعداد میں احباب جمع ہو چکے تھے۔ تقرب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ محترم امیر صاحب نے مکرم مبارک احمد طاہر صاحب کا تعارف کروایا اور اس جگہ کے حوالے سے بعض تاریخی واقعات بتائے۔ مکرم مبارک طاہر صاحب نے اپنے خطاب میں اسلام ایک پرامن مذہب ہے کے حوالے سے تفصیلی روشنی ڈالی۔ احباب جماعت کو نئی مسجد کی تعمیر کے بعد اسے آباد رکھنے کی ذمہ داری کی طرف بھی آپ نے توجہ دلائی۔ دعا کے ساتھ مسجد کا باقاعدہ افتتاح عمل میں آیا۔ اس تقریب میں کل 1000 سے زائد افراد نے شرکت کی۔ تقریب کے بعد سب شاملین کو کھانا پیش کیا گیا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے اس مسجد کا نام **مسجد نورالدین** عطا فرمایا ہے۔ اس مسجد کا سائز 52 x 38 فٹ ہے۔

5۔ سیمبے ہوں (میامبا ریجن)

سیمبے ہوں چیفڈم ہیڈکوارٹر ٹاؤن ہے۔ یہاں ہماری کافی پرانی جماعت ہے۔ اس ٹاؤن میں ہمارا پرائمری اور سیکنڈری سکول بھی ہے۔ امسال یہاں خدا کے فضل سے بہت خوبصورت اور بڑی مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی ہے۔ یہاں ہمارے ریجنل مبلغ مکرم نعیم احمد گوہر صاحب بطور ریجنل مشنری کام کر رہے ہیں۔

مسجد کے افتتاح کے موقع کی مناسبت سے ایک سادہ مگر پروقار تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ اس بابرکت تقریب میں شمولیت کے لئے سیمبے ہوں کے علاوہ اردگرد کی جماعتوں سے بھی کثیر تعداد میں احباب جماعت اکٹھے ہوئے تھے۔ احباب جماعت کے علاوہ ٹاؤن کی سرکردہ شخصیات نے بھی اس تقریب میں شرکت کی۔

تلاوت قرآن مجید کے بعد امیر صاحب سیرالیون مولانا سعید الرحمٰن صاحب نے مہمان خصوصی کا تعارف کروایا۔ یہاں کے پیراماؤنٹ چیف جو کہ عیسائی ہیں انہوں نے اپنے تاثرات میں جماعت کی خدمات کا برملا اظہار کیا اور مسجد کی تعمیر پر بہت خوشنودی ظاہر کی۔

مکرم مبارک احمد طاہر صاحب مرکزی نمائندہ نے اپنے خطاب میں قرآن وحدیث کی روشنی میں قیام صلاۃ کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلائی۔ آپ نے حضرت رسول پاک ﷺ کی پاکیزہ زندگی سے کئی واقعات پیش کئے۔

آپ نے مسجد کو آباد رکھنے کی طرف بھی احباب جماعت کو توجہ دلائی۔ تقریب کے اختتام پر دعا ہوئی۔ نماز ظہر کی ادائیگی سے مسجد کا باقاعدہ افتتاح ہوا۔ اس تقریب میں کل 2020 افراد نے شرکت کی۔ تقریب کے اختتام پر سب شاملین کو وافر کھانا پیش کیا گیا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے اس مسجد کا نام **مسجد بشیر** عطا فرمایا ہے۔ اس مسجد کا سائز 60 x 40 فٹ ہے۔

احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ سیرالیون کو مساجد کی تعمیر کے ساتھ انہیں آباد رکھنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے اور ان میں عباد الرحمٰن پروان چڑھیں۔ آمین

❁❁❁❁❁❁

بقیہ: حاصل مطالعہ از صفحہ نمبر 16

جاری کر دئے گئے ہیں سوات میں جاری شورش اور مقامی انتظامیہ کے بے اثر ہونے کی وجہ سے ان پر عملدرآمد نہیں کرایا جاسکا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان مقدمات کا کیا بنے گا؟ اس بارہ میں تحریک نفاذ شریعت محمدی کے ترجمان امیر عزت خان کا کہنا ہے کہ "شرعی ریگولیشن 2009ء کے نفاذ کے بعد مالاکنڈ ڈویژن میں قائم تمام ریگولر عدالتوں کی جگہ شرعی عدالتیں کام شروع کریں گی"۔ انہوں نے کہا کہ "1994ء اور 1999ء کے مسودوں میں لوگوں کو اختیار دیا گیا تھا کہ وہ اپنے مقدمے شرعی یا پاکستان کی مروجہ عدالتوں میں لڑ سکتے ہیں۔ لیکن نئے مسودے میں یہ گنجائش نہیں رکھی گئی ہے بلکہ اس کے تحت تمام مقدمات شرعی عدالتوں میں لڑے جائیں گے"۔

(روزنامہ "اُمّت" کراچی۔ 22/مارچ 2009ء صفحہ 4)

❁❁❁❁❁❁

جب گذر جائیں گے ہم تم پہ پڑے گا سب بار
سستیاں ترک کرو طالبِ آرام نہ ہو
کام مشکل ہے بہت منزل مقصود ہے دور
اے مرے اہلِ وفا سست کبھی گام نہ ہو

(کلام محمود)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت ماسٹر عبدالعزیز صاحبؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 20 جون 2007ء میں حضرت ماسٹر عبدالعزیز صاحبؓ آف نوشہرہ ککے زئیاں ضلع سیالکوٹ کا مختصر ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

حضرت ماسٹر عبدالعزیز صاحبؓ قریباً 1863ء میں پیدا ہوئے۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ میٹرک کے بعد 1887ء میں مَیں فیروزپور چھاؤنی میں بطور انگریزی سکول ماسٹر ملازم ہوگیا۔ میرے اسسٹنٹ منشی خیرالدین صاحب، جو ریاست مالیرکوٹلہ کے ایک معزز جاگیردار خاندان سے تھے، مقرر ہوئے۔ انہیں فارسی زبان کا اچھا ملکہ تھا اور حضرت صاحب کی کتابوں کا بڑا شوق تھا۔ چنانچہ جو بھی کتاب وہ منگواتے مجھے ضرور مطالعہ کیلئے دے دیتے۔ میں اس کو بڑے غور اور ٹھنڈے دل سے پڑھتا اور جو بات میری عقل اور فہم سے بالاتر ہوتی میں اسے ہمیشہ بحوالہ خدا کرتا رہا اور کبھی دل میں نہ کسی قسم کا شک پیدا ہوا اور نہ ہی اعتراض، نکتہ چینی یا عیب جوئی کا خیال آیا۔

اکتوبر 1891ء میں مجھے لورالائی (بلوچستان) بھجوایا گیا اور دوسال یہاں رہا۔ یہیں مجھے صوفیائے کرام کی کتابوں اور مثنوی شریف پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔ پھر ہم انبالہ چھاؤنی چلے گئے۔ چندوں میں تو مَیں اپریل 1906ء میں شامل ہوگیا مگر بذریعہ خط بیعت 1906ء میں مع اہل وعیال کی۔ پھر ستمبر 1907ء میں اپنے عزیز ملک جلال الدین صاحب سکنہ دھرم کوٹ بگہ کو ہمراہ لے کر قادیان جاکر نماز ظہر کے بعد مسجد مبارک میں دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔

حضرت ماسٹر صاحبؓ نہایت مخلص، متقی، پابند صوم وصلوٰۃ اور صاحب رؤیا و کشوف بزرگ تھے۔ مہمان نوازی، بیمارپُرسی، سادگی اور غریب پروری آپ کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ نوشہرہ میں گرلز مڈل سکول آپ نے منظور کرایا اور اپنا مکان سکول کی خاطر دے دیا۔ 1934ء میں آپ کی لڑکی JV کرکے گھر آئی اور شادی سے چند دن پہلے بعمر 21 سال اچانک فوت ہوگئی۔ اس کا آپ کو اتنا صدمہ ہوا کہ اس فانی دنیا کی کچھ حقیقت نگاہ میں نہ رہی اور اپنی بچی کا تمام جہیز نصرت گرلز سکول قادیان کو دے دیا۔

آپ سخت محنت کے عادی تھے۔ 90 سال کی عمر میں بھی پیدل چل کر اپنے کھیتوں کا چکر لگا آتے، درختوں کو پانی دیتے، نلائی کرتے اور باغ کی نگہداشت میں لگے رہتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے بہت گہرے تعلقات تھے اور خاندان مسیح موعود بالخصوص حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ غایت درجہ محبت و عقیدت تھی۔

آپؓ کی وفات 20 جون 1953ء کو ہوئی اور حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔

حضرت الحاج ممتاز علی خانصاحب صدیقیؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 19/جولائی 2007ء میں حضرت الحاج ممتاز علی خاں صاحب صدیقیؓ کی سیرۃ پر ایک مختصر مضمون شامل اشاعت ہے۔

آپؓ حضرت خانصاحب ذوالفقار علی خاں صاحب گوہرؓ رامپوری کے فرزند تھے۔ ولادت قریباً 1889ء میں ہوئی اور وفات اپنے والد ماجد کے انتقال کے قریباً چار ماہ بعد قادیان میں ہوئی۔ محترم ملک صلاح الدین صاحب نے آپ کی وفات پر لکھا کہ آپؓ کے والد بزرگوار نے آپ کو اور آپ کے ایک بھائی ہادی علی خان صاحبؓ کو 1906ء تا 1907ء میں مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان میں داخل کرا دیا تھا۔ آپ ان خوش قسمت احباب میں سے ہیں جن کا نام ایک نشان کے تعلق میں گواہوں کے زمرہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے شمار فرمایا۔ یہ حقیقۃ الوحی میں ساتویں نشان کے طور پر بیان ہوا ہے۔

آپؓ کو تبرکات حضرت مسیح موعودؑ کے جمع کرنے کا بہت شوق تھا لیکن تقسیم ملک کے وقت وہ ضائع ہوگئے۔ ابتداء زندگی میں آپؓ بطور ڈسپنسر وغیرہ کام کرتے رہے۔ بیمار ہونے کے بعد نہایت عسر کی حالت میں ان کا گزارہ ہوتا تھا۔ یہ تنگی عرصہ درویشی میں اپنی انتہا کو پہنچ گئی تھی لیکن پھر بھی مالی خدمات سلسلہ اپنا پیٹ نہایت بری طرح کاٹ کر کرتے تھے پہلے آپ نے 1/10 کی وصیت کی ہوئی تھی۔ لیکن مئی 1952ء سے اسے بڑھا کر 1/8 کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ تحریک جدید میں بھی حصہ لیتے تھے۔ اس وقت آپ کو صرف انتیس روپے ماہوار ملتے تھے۔ جس میں سے چندہ وضع کرکے اندازاً صرف 23 روپے کھانے پارچات اور دودھ، نائی، دھوبی وغیرہ کے لئے بچتے تھے۔ اس سے ان کی مالی قربانی کی اہمیت کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ جس مریض کو اپنی مرض کی نوعیت کے باعث اعلیٰ غذا کی ضرورت ہے لیکن اس کے پاس معمولی اخراجات ہی کے لئے بمشکل رقم ہوتی ہے۔ جب وہ قربانی کرتا ہے تو وہ دوسرے ہزاروں روپیہ چندہ دینے والوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر قربانی کر رہا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اخلاص کو قبول فرمایا اور انجام بخیر ہوا اور بہشتی مقبرہ ان کا مدفن ہوا۔ اس قربانی کی اور بھی زیادہ اہمیت ہوجاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ایک نہایت اعلیٰ خاندان کے فرد تھے۔ آپ کے والد بزرگوار ہندوستان کے مایہ ناز لیڈروں (علی برادران) کے برادر اکبر تھے۔ ان سب کی ذاتی وجاہت کے علاوہ بھی یہ خاندان رامپور میں ممتاز حیثیت کا مالک تھا۔

آپؓ کو بھی 1947ء میں مجبوراً ہجرت کرنی پڑی تھی لیکن پھر 1948ء میں واپس قادیان اس نیت کے ساتھ آگئے کہ قادیان ہی میں ان کو موت نصیب ہو آپ کی وفات 19 جولائی 1954ء کو ہوئی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن کئے گئے۔

محترم ملک رشید احمد صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 29/جون 2007ء میں مکرم ریاض احمد ملک صاحب کے قلم سے محترم ملک رشید احمد صاحب (دوالمیال میوزیم والے) کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

مکرم ملک رشید احمد صاحب ایک مخلص، احمدیت کے فدائی، اور بے مثال مہمان نواز تھے۔ دینی کتب و رسائل اور اخبارات کے مطالعہ کا جنون تھا۔ سیاحت کے دلدادہ تھے۔ اپنے گھر میں نادر و نایاب اشیاء کو اکٹھا کر کے ایک چھوٹا سا میوزیم بنا رکھا تھا جس میں علاقہ بھر کی تاریخ، آثار قدیمہ، علاقہ کی فوجی تاریخ، دوالمیال میں نصب شدہ اُس توپ کی تاریخ جو بہادر احمدی کیپٹن غلام محمد صاحب کو جنگ عظیم اوّل میں بطور انعام دی گئی تھی۔ اس میں ایک احمدیہ کارنر بھی بنا رکھا تھا اور سیاحوں کو دعوت الی اللہ بھرپور طور پر کرتے۔ اس میوزیم کو دیکھنے کے لئے بہت دور دور سے لوگ آتے تھے جن میں بڑے بڑے سرکاری افسران بشمول گورنر پنجاب جنرل محمد صفدر اور گورنر سرحد بھی شامل تھے۔ میوزیم میں پڑے پتھروں کے فاسلز بھی ہیں جن کی عمر تقریباً اڑھائی کروڑ سال ہے۔ اس میوزیم میں ڈاک ٹکٹوں، کرنسی نوٹس اور سکوں کا بہت بڑا ذخیرہ، فاسلز، علاقائی فوجی، ثقافتی تاریخ، آثار قدیمہ کے تاریخی نوادرات، علاقائی جنگلی حیات، علاقائی آرٹس فنون لطیفہ، علاقائی شجرہ جات، غرض بہت کچھ ہے۔ اس میوزیم کو ترقی دینے کے لئے سالٹ رینج آرکیالوجی اینڈ ہیریٹیج سوسائٹی دوالمیال تشکیل دی گئی تھی جس کے چیئرمین محترم ملک صاحب ہی تھے۔

آپ کے ایک ماموں مکرم جنرل نذیر احمد ملک صاحب آف دوالمیال تھے جو پاکستان کے پہلے جرنیلوں میں سے تھے اور 1948ء میں کشمیر کی لڑائی میں کور کمانڈر رہے۔ اسی طرح مکرم کیپٹن عطاء اللہ ظہور احمد صاحب بھی آپ کے ماموں تھے جن کو 1947ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے قافلہ کو قادیان سے لاہور بحفاظت لانے کی توفیق ملی۔ مکرم ملک رشید احمد صاحب بھی ہجرت سے پہلے قادیان میں زیرتعلیم تھے۔ پھر آپ پاکستان آگئے۔ ہر جلسہ سالانہ میں آپ شامل ہوتے۔ ایک بار انگلینڈ جاکر جلسہ میں شامل ہوئے۔

آپ کی اہلیہ مکرمہ خورشید بیگم صاحبہ نہایت مخلص اور احمدیت کی فدائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار بیٹے اور ایک بیٹی عطا کی۔

شہد کے چھتہ کی ملکہ مکھی

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 16/جون 2007ء میں مکرم خالد سیف اللہ خانصاحب کے قلم سے شہد کی ملکہ مکھی کے بارہ میں ایک معلوماتی مضمون شامل اشاعت ہے۔

سڈنی یونیورسٹی کے شعبہ بیالوجی نے شہد کی مکھیوں کے چھتے پر تحقیق کرتے ہوئے معلوم کیا ہے کہ مکھیاں اپنی ملکہ کی سختی سے اطاعت کرتی ہیں اور ہمیشہ ان کی خدمت پر مستعد رہتی ہیں۔ کچھ مکھیاں نظم ونسق قائم رکھنے کے لئے پولیس کا کردار ادا کرتی ہیں اور کچھ بیرونی حملہ کے خلاف بارڈر سکیورٹی کا کام سرانجام دیتی ہیں۔ شہد کی عام کالونی میں انڈے دینے کا حق صرف ملکہ کو ہوتا ہے۔ اگر کوئی اور مکھی انڈا دینے کی جسارت کرے تو پولیس کی مکھیاں وہ انڈا فوراً ہڑپ کرجاتی ہیں۔ لیکن جونہی کوئی ملکہ وفات پاجاتی ہے تو ساری کالونی ایک طوائف الملوکی کا شکار ہوجاتی ہے۔ نظم ونسق قائم رکھنے والی پولیس مکھیاں بھی اپنا کام چھوڑ کر بیٹھ جاتی ہیں اور بارڈر کی حفاظت کرنے والی بھی اپنے کام سے غافل ہوجاتی ہیں۔ تجربات میں یہ مشاہدہ کیا گیا کہ جونہی ملکہ کو پکڑ کر باہر نکال لیا گیا تو مکھیوں نے سمجھا کہ ان کی ملکہ فوت ہوگئی ہے۔ اور اس کے بعد ایسی افراتفری اور بدنظمی دیکھنے میں آئی جس نے ماہرین کو حیران کردیا۔ اور جونہی اس کا علم دوسری مکھیوں کی کالونیوں کو ہوا تو انہوں نے بے ملکہ کی کالونی پر دھاوا بول دیا۔ دوسرے چھتوں کی مکھیاں جو اپنی اپنی ملکہ کی موجودگی کی وجہ سے وہاں انڈے نہیں دے سکتی تھیں وہ ایسے موقع کی تلاش میں رہتی ہیں اور ایسے چھتہ میں آکر انڈے دے دیتی ہیں کیونکہ وہاں انہیں کوئی روکنے والا نہیں ہوتا۔

مکھیوں کے جینز کے تجزیہ سے پتہ چلا ہے کہ ملکہ کے چھتہ میں تیسرا حصہ ایسی مکھیوں کا تھا جن کا تعلق دوسرے چھتوں سے تھا۔ لیکن دوسری کالونیوں سے آئی ہوئی مکھیوں کے نَر بچے جب جوان ہوتے ہیں تو پتہ نہیں کیسے ان کو یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم دراصل دوسری کالونیوں سے تعلق رکھنے والے ہیں اس لئے وہ یہ چھتہ چھوڑ کر اپنے اصلی چھتوں میں چلے جاتے ہیں یا پھر کوئی اور ملکہ تلاش کرکے اپنے لئے نئی کالونی بسا لیتے ہیں۔

چھتے کا ہر خانہ چھ پہلوؤں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اگر خانہ کی اطراف چھ سے کم یا زیادہ ہوتے تو وہ ایک دوسرے کے ساتھ برابر صحیح نہ بیٹھتے اور شہد ٹپکتا رہتا۔ چھتے کا ڈیزائن بالکل ویسا ہی ہے جیسا شہد کو بحفاظت جمع کرنے کے لئے ہونا چاہئے تھا۔ ایک مکھی کو شہد کی تلاش کے دوران اگر کہیں مناسب پودے اور پھول وغیرہ ملتے ہیں یا کسی دشمن کا پتہ چلتا ہے تو وہ واپس آکر اپنی ساتھیوں کو اشاروں کی زبان میں اس کی اطلاع دیتی ہے۔ ایک چمچہ شہد کے لئے ایک مکھی کو اندازاً دو ہزار میل کا سفر جنگل میں کرنا پڑتا ہے۔ اسی کا ذکر کرتے ہوئے ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا تھا کہ حق تو یہ ہے کہ شہد کے ہر چمچہ کو کھاتے ہوئے خدا تعالیٰ کا دو ہزار بار شکر ادا کرنا چاہئے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 7/اگست 2007ء میں جلسہ سالانہ کے حوالہ سے شامل اشاعت مکرمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

مہماں مسیح کے ہیں خدا کے حبیب ہیں
مہمان میزبان سبھی خوش نصیب ہیں
اِک عالمِ سرور میں کٹتے ہیں رات دن
دنیا سے دُور ہٹ کے خدا کے قریب ہیں
سب سچے احمدی ہیں خدا کے حصار میں
آفات گو شدید ہیں بے حد مہیب ہیں
'دل دے کے ہم نے ان کی محبت کو پالیا'
دل کے معاملات عجیب و غریب ہیں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
15th May 2009 – 21st May 2009

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 15th May 2009

00:05	MTA World News
00:20	Tilawat & MTA News
01:05	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 25th March 1998.
02:15	Al Maaidah: a culinary programme.
02:30	Dars-e-Malfoozat
03:00	MTA World News
03:15	Tarjamatul Quran Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 266, recorded on 8th September 1998.
04:20	The Blessings of Khilafat
04:50	Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to Benin, West Africa.
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor recorded on 17th November 2007.
08:20	Le Francais c'est Facile: lesson no. 49
08:45	Siraiki Service: a discussion programme on the life and character of the Holy Prophet (saw).
09:30	Reply to Allegations: an Urdu talk with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to various allegations made against the Jamaat. Recorded on 21st January 1994.
10:00	Indonesian Service
11:05	Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00	Live Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh.
13:10	Tilawat
13:25	Dars-e-Hadith & MTA News
14:10	Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Jama'at.
15:20	Seerat Sahaba Rasool (saw)
15:55	Friday Sermon [R]
17:10	Inauguration of Darul Barakat: a reception held in the presence of Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on the occasion of the inauguration of Darul Barakat Mosque, Birmingham.
18:00	MTA World News
18:10	Le Francais c'est Facile [R]
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International News
21:05	Friday Sermon [R]
22:30	The Dream is Alive: A documentary about the Space Shuttle.
23:15	Reply to Allegations [R]

Saturday 16th May 2009

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:10	Le Francais c'est Facile: lesson no. 49
01:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 26th March 1998.
02:45	MTA World News
03:00	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on 15th May 2009.
04:15	The Dream Is Alive
04:55	Persecution
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), in Sweden. Recorded on 4th September 1996.
07:55	Ashab-e-Ahmad
08:30	Friday Sermon: Recorded on 15th May 2009.
09:35	Indonesian Service
10:35	Mauritian Service
11:45	Tilawat
12:00	Persecution
13:05	Bangla Shomprochar
14:05	Intikhab-e-Sukhan
15:05	Jamia Ahmadiyya UK Class
16:15	Ashab-e-Ahmad
16:40	Calling All Cooks: A culinary competition.
17:05	Question and Answer Session [R]
18:00	MTA World News
18:10	Dars-e-Hadith
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International News
21:05	Class Jamia Ahmadiyya UK [R]
22:15	Persecution [R]
23:15	Friday Sermon [R]

Sunday 17th May 2009

00:00	MTA World News
00:30	Tilawat & Dars-e- Hadith
00:55	Ashab-e-Ahmad
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 31st March 1998.
02:45	MTA World News
03:05	Friday Sermon
04:20	Intikhab-e-Sukhan
05:30	Calling All Cooks
06:05	Tilawat & Dars-e- Hadith
06:35	Learning Arabic: lesson no. 18.
07:10	Class Jamia Ahmadiyya UK with Huzoor. Recorded on 9th May 2009.
08:25	Intoduction to the Holy Quran
08:40	Seerat-un-Nabi
09:05	Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to Benin, West Africa.
09:55	Indonesian Service
11:00	Spanish Service: Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 8th February 2008.
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Learning Arabic: lesson no. 18
13:00	Bengali Reply to Allegations
14:00	Friday Sermon
15:10	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class with Huzoor, recorded on 10th May 2009.
16:25	Introduction to the Holy Quran [R]
16:40	Question and Answer Session
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:35	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Nau [R]
21:45	Friday Sermon [R]
22:50	Huzoor's Tours [R]
23:35	Seerat-un-Nabi [R]

Monday 18th May 2009

00:00	MTA World News
00:10	Tilawat & MTA News
00:55	Introduction to the Holy Quran
01:05	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 1st April 1998.
02:10	Friday Sermon: recorded on 15th May 2009.
03:10	MTA World News
03:25	Question and Answer Session
04:50	Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to Benin, West Africa.
05:35	Seerat-un-Nabi (saw)
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Children's class with Huzoor recorded on 3rd February 2007.
08:00	Le Francais C'est Facile: lesson no. 35.
08:30	Medical Matters
09:05	French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 1st December 1997.
10:00	Indonesian Service: Translation of Friday Sermon recorded on 27th March 2009.
11:05	Khilafat Jubilee Quiz
11:50	Tilawat & MTA News
12:55	Bangla Shomprochar
14:00	Friday Sermon: Recorded on 6th June 2008.
15:10	Khilafat Jubilee Quiz [R]
15:35	Children's Class [R]
16:55	French Mulaqa'at [R]
17:55	MTA World News
18:25	Arabic Service
19:15	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 2nd April 1998.
20:25	MTA International News
21:00	Medical Matters [R]
21:40	Children's Class [R]
22:40	Friday Sermon [R]
23:40	Khilafat Jubilee Quiz [R]

Tuesday 19th May 2009

00:00	MTA World News
00:25	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:15	Le Francais C'est Facile: lesson 35.
01:40	Liqaa Ma'al Arab
02:50	MTA World News
03:05	Friday Sermon: Recorded on 6th June 2008.
04:00	French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 1st December 1997.
05:10	Medical Matters
05:45	Khilafat Jubilee Quiz
06:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class with Huzoor, recorded on 10th May 2009.
08:15	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 29th January 1995. Part 1.
09:35	Spotlight: An interview with with Fajr Mahmood Attya
10:05	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon [R]
12:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:05	Bangla Shomprochar
14:10	Majlis Ansarullah Ahmadiyya UK Ijtema: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 5th November 2006.
15:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class [R]
16:05	Question and Answer Session [R]
17:25	Spotlight [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon, recorded on 15th May 2009.
20:30	MTA International News
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class [R]
22:10	Majlis Ansarullah Ahmadiyya UK Ijtema [R]
22:50	Intikhab-e-Sukhan: Poem request programme

Wednesday 20th May 2009

00:00	MTA World News
00:10	Tilawat & MTA News
01:00	Learning Arabic: lesson no. 12.
01:25	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 7th April 1998.
02:25	Spotlight: An interview with with Fajr Mahmood Attya.
02:55	Question and Answer Session
04:10	Intikhab-e-Sukhan: Poem request programme
05:15	Majlis Ansarullah Ahmadiyya UK Ijtema
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Class Jamia Ahmadiyya UK with Huzoor recorded on 18th November 2007.
08:00	Future Challenges Seminar: A careers guide for students in Pakistan.
08:45	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 29th January 1995. Part 2.
09:50	Indonesian Service
10:45	Swahili Muzakarah
11:40	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
12:45	Bangla Shomprochar
13:45	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 24th November 1986.
14:45	Jalsa Salana Speeches: A speech delivered by Abdullah Wagishauser. Recorded on 28th July 2002 at Jalsa Salana UK.
15:00	Future Challenges Seminar
15:45	Class Jamia Ahmadiyya UK [R]
16:50	Question and Answer Session [R]
18:00	MTA World News & Dars-e-Hadith
18:30	Arabic Service
19:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 9th April 1998.
20:30	MTA International News
21:00	Class Jamia Ahmadiyya UK [R]
22:00	Jalsa Salana Speeches [R]
22:20	Future Challenges Seminar [R]
23:05	From the Archives [R]

Thursday 21st May 2009

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Future Challenges Seminar
01:30	Liqaa Ma'al Arab
02:30	MTA World News
02:45	From the Archives
04:00	Calling All Cooks
04:40	Future Challenges Seminar
05:40	Jalsa Salana Speeches
06:05	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Al Maaidah
07:00	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor recorded on 24th November 2007.
08:05	English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 9th July 1994.
09:15	Moshairah
09:35	The Blessings of Khilafat
10:10	Indonesian Service
11:35	Pushto Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:20	Al Maaidah
12:55	Friday Sermon
14:05	Tarjamatul Quran Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 267, recorded on 9th September 1998.
15:15	Huzoor's Tours [R]
16:30	English Mulaqa'at [R]
17:40	MTA World News
18:10	Arabic Service
20:15	Moshairah [R]
21:15	Tarjamatul Quran Class
22:15	Dars-e-Malfoozat
22:45	Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]

****Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT)***

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603

Fax: (020) 8544 7611

Email:alfazlint@alislam.org

Vol 16 | Friday 08 May, 2009 | Issue No. 19

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

بندوق۔ ’’نظامِ عدل‘‘

سربراہ سنّی تحریک جناب محمد ثروت اعجاز قادری کا لرزہ خیز بیان :

’’جو لوگ پاکستان بنانے کو گناہ تصّور کرتے ہیں وہ بھلا پاکستان سے مخلص کیسے ہو سکتے ہیں......نام نہاد مُلّا سامراجی صیہونی اشارے پر کام کرتے ہیں اور انہی کے اشاروں پر کام کرتے ہیں اور انہی کے اشاروں پر پشاور میں رحمان بابا کے مزار کو بم مار کر زمین بوس کرنے کی کوشش کی گئی اور سوات میں اپنے مخالف مسلک کے پیرو کار کو قبر سے نکال کر سولی پر لٹکایا گیا جو ملک میں مذہبی فرقہ وارایت کی لہر کو آگ دینے کے مترادف ہے۔....نام نہاد مُلّاؤں نے جہاد کے نام پر مذہب اسلام کو پوری دنیا میں بدنام کر کے رکھا ہے۔ذاتی مفادات اور امریکی مفادات کے حصول کے لئے مدارس میں زیرِ تعلیم بچوں کے ہاتھوں میں قلم کے بجائے جہاد کے نام پر بندوق تھمائی۔یہی وجہ ہے کہ سرحد میں آج اسلام کی اصل روح کو بگاڑ کر اپنی مرضی کی شریعت جاری کر رکھی ہے‘‘۔

(ہفت روزہ خبریں 11/ اپریل 2009 ء صفحہ6)

❁❁❁❁❁❁

جناب نذیر ناجی صاحب کے قلم حقیقت رقم سے:

’’مردوں کے ہجوم میں ایک لڑکی کو سزا دینے کا منظر ٹی وی پر دکھایا گیا تو عجیب ردِّعمل دیکھنے میں آیا۔ سواتی طالبان کے ترجمان مسلم خان صاحب نے پہلے کہا کہ ہم تو عورتوں کو چار دیواری کے اندر سزا دیتے ہیں۔پھر کہا یہ اسلامی سزا ہے ہم اس پر مناظرے کے لئے تیار ہیں۔ایک بار کہا کہ یہ معاہدہ امن سے پہلے کا واقعہ ہے اور پھر سٹوری ڈویلپ ہوتے ہوتے جعل سازی کے الزام تک آ گئی اور آخر میں یہ موقف اختیار کر لیا گیا کہ کوڑے مارنے کی وڈیو جعلی ہے۔اس کے ساتھ ہی طالبان کے وکیلوں نے ماہرانہ تبصرے شروع کر دئے۔جلسازی کا سب سے بڑا ثبوت یہ بتایا جا رہا ہے کہ وہ لڑکی 34 ڈنڈے کھانے کے بعد کھڑی کیسے ہو گئی؟ کیا زبردست دلیل ہے؟

مردِ مومن مردِ حق ضیاء الحق ،جب صحافیوں ، وکیلوں،مزدور لیڈروں اور سیاسی کارکنوں کو کوڑے لگا رہے تھے ،تو مَیں کوٹ لکھپت جیل میں تھا اور میرے سیل کے سامنے وہ گراؤنڈ تھی جہاں کوڑے تیار کئے اور لگائے جاتے تھے۔یہ کوڑا یا درّہ چمڑے سے گندھا ہوتا تھا جسے رات بھر تیل میں ڈبو کر رکھا جاتا اور صبح ایک ہٹّا کٹّا شخص، اسلامی مارشل لاء کی گرفت میں آئے ہوئے مظلوم شہری کی پشت پر کوڑے برساتا۔یہ بہت خوفناک کوڑا ہوتا تھا۔بیشتر لوگ اسٹیچر پر جاتے۔مگر کئی ایسے ہوتے تھے ،جو یہ کوڑے کھانے کے بعد بھی اپنے پیروں پر ہسپتال کی طرف چل دیتے۔ کیونکہ کوڑے لگانے کے بعد طبی معائنہ ہوتا تھا۔جو کوڑے لڑکی کو مارے گئے وہ دراصل ایک ڈنڈا تھا جسے زور سے مارا جاتا رہا۔اس طرح ڈنڈے کھانے کے بعد لڑکی کا کھڑے ہونا کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی۔ مَیں اس ویڈیو کو حقیقی ثابت کرنے کی کوشش نہیں کر رہا۔ مَیں صرف اس پر کئے گئے اعتراضات کا بودا پن ظاہر کر رہا ہوں۔اس جعلی ویڈیو میں دکھائے گئے منظر کے دفاع میں ،طالبان کے ایک وکیل نے قرآن پاک کی آیات سنا دیں اور یہاں تک کہہ دیا کہ اس اسلامی سزا پر اعتراضات کرنے والے کفر کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ گویا انہوں نے تسلیم کر لیا کہ جو سزا ویڈیو میں دکھائی گئی ہے،وہ اسلامی ہے۔مسلم خان صاحب نے بھی اس سزا کا دفاع کیا۔اگر فلم جعلی ہے تو اس میں دکھائی گئی سزا کو اسلامی کہہ کر،اس کے دفاع میں قرآنی آیات سنانے کی ضرورت کیا تھی؟اور اگر دکھائی گئی سزا شرعی ہے،تو ویڈیو کو جعلی قرار دینے کی ضرورت کیا ہے‘‘۔

(روزنامہ جنگ کراچی 17اپریل 2009 ء صفحہ5)

❁❁❁❁❁❁

’’محافظ ختم نبوت‘‘ ریاست کا کشکول بارگہ یہود نا مسعود میں

روزنامہ ایکسپریس فیصل آباد (7اپریل 2009ء) میں نامور فاضل وادیب اور کالم نویس جناب جاوید چوہدری کا حقیقت افروز آرٹیکل جو ہر پاکستانی بلکہ پوری ’’دنیائے اسلام‘‘ کو دعوت فکر دے رہا ہے۔آپ آنحضرت ﷺ کے مکی دور کے مصائب اور ’’میثاقِ مدینہ‘‘ اور آنحضرت ﷺ کی دفاعی جنگوں پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں:

’’آپ ذرا اس ترتیب کو ملاحظہ کیجیے،اس ترتیب میں جہاد آخر میں آتا ہے جب کہ کریڈیبلٹی ،دعوت ، استقامت ،تبلیغ ،ہجرت ،امن پر مبنی چھوٹی سی اسلامی ریاست،مضبوط دفاع ،فتح مکہ اور عام معافی پہلے آتے ہیں لہٰذا آپ ﷺ کا پیغام آگے بھی بڑھا اور اس نے پوری دنیا کو حیران بھی کر دیا جب کہ اس کے مقابلے میں آپ دنیا کے ان تمام فاتحین کو لے لیجیے جنہوں نے اپنے فلسفہ کی بنیاد تلوار سے رکھی تھی ،ان لوگوں نے بہت جلد آدھی آدھی دنیا فتح کی لیکن پھر چند برس بعد ان کا نام ان کی سلطنت اور ان کا فلسفہ (مذہب) دنیا سے کچی سیاہی کے حروف کی طرح مٹ گیا۔روم کا جولیس سیزر ہو،مقدونیہ کا سکندر اعظم ہو ،ایران کا دارا ہو ، ہندوستان کا اشوک ہو یا پھر منگولیا کا چنگیز خان۔آج ان کی سلطنتیں ،ان کے فلسفے اور ان کے مقبرے کہاں ہیں؟ کہیں بھی نہیں ،کیوں؟ کیونکہ ان کی تربیت غلط تھی۔انہوں نے کریڈیبلٹی ،دعوت ،استقامت ،تبلیغ ، ہجرت ایک چھوٹی سی ریاست ،دفاع ،عام معافی اور پھر طویل جنگ کی ترتیب کی بجائے جنگ ،قتل ،ظلم اور ایک طویل سلطنت کو اپنی ترجیح بنایا تھا چنانچہ یہ لوگ ، ان کے فلسفے اور ان کی سلطنتیں سب مٹی میں مٹی ہو گئیں جب کہ رسول ﷺ اللہ کا پیغام نہ صرف آج تک زندہ ہے بلکہ یہ آگے سے آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے،آپ اسلام کی پوری تاریخ نکال لیجئے جب تک مسلمان رسول اللہ ﷺ کی دی ترتیب کے مطابق چلتے رہے اسلام پھیلتا رہا لیکن جب ان لوگوں نے تلوار کو کریڈیبلٹی ،تبلیغ اور معافی پر فوقیت دی ،مسلمانوں کا زوال شروع ہو گیا۔ چنانچہ ہم اگر آج بھی پوری دنیا میں اسلام کا غلبہ چاہتے تو پھر ہمیں رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی تربیت کے مطابق چلنا ہو گا ،ہمیں سب سے پہلے صداقت اور امانت پر مبنی ایک ایسی کریڈیبلٹی اسٹیبلش کرنا پڑے گی کہ کلنٹن ،بش اور اوبامہ اور گورڈن براؤن ،سرکوزی اور نیتن یاہو سے لے کر پوری دنیا اپنی امانتیں ہمارے پاس رکھوائے اور ہمیں آنکھیں بند کر کے دنیا بھر کے تصفیوں کے لئے ثالث مقرر کرے،ہم اس کے بعد دنیا کو دعوت دیں ،پیٹ پر دو پتھر باندھ لیں لیکن کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائیں ،بے سروسامانی کے عالم میں اپنا دفاع کریں ،غلبے کے بعد عام معافی دیں ،ایک چھوٹی سی پرامن ریاست قائم کریں جس میں امن کے ساتھ علم بھی ہو اور رزق بھی اور پھر اس کے بعد دنیا کے ہر فرعون کے ساتھ ٹکرا جائیں۔

یہ عجیب بات لگتی ہے ہم دنیا کے بدترین معاشرے میں رہتے ہوں،ہم نے جہالت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہو،ہم دواؤں کے لئے بھی دشمنوں کے محتاج ہوں ،ہم ہتھیار بھی اپنے دشمنوں کے استعمال کرتے ہوں ہم دودھ میں گندے جوہڑوں کا پانی ملاتے ہوں اور مسجدوں سے لوٹے اور کلاک چوری کرتے ہوں،ہمارا کشکول ہر وقت یہودیوں کے سامنے پھیلا ہو اور ہم اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے سر قلم کر رہے ہوں،مسجدوں ،امام بارگاہوں اور قبرستانوں میں بم پھاڑ رہے ہوں اور اس کے بعد پوری دنیا میں اسلام پھیلانے کا دعویٰ کر رہے ہوں،یہ کیسے ممکن ہے؟ کیونکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی سلطنت میں کریڈیبلٹی ،تبلیغ اور استقامت ہمیشہ تلوار سے پہلے آتی ہے جب کہ ہم لوگ اسلام کو تلوار سے شروع کر رہے ہیں‘‘۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک صدی پیشتر نذیر مبین کی حیثیت سے سب دنیا کے مسلمانوں میں منادی فرمائی تھی ؎

فرما چکا ہے سیّد کونین مصطفیٰ
عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا
یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا
اک معجزہ کے طور پر یہ پیشگوئی ہے
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

❁❁❁❁❁❁

بلّی تھیلے سے باہر نکل آئی
’’ریاست در ریاست‘‘

دیو بندی مُلّاں کی دماغی اور ذہنی تربیت چونکہ گاندھی اور نہرو کی ملحدانہ فیکٹری میں ڈھلی ہے اس لئے وہ قیام پاکستان سے اب تک اس نوزائدہ مملکت کی تباہی کے ہر منصوبہ پر عمل پیرا ہے۔چنانچہ حال ہی میں ’’دیوبندی شریعت‘‘ کے علمبردار صوفی محمد نے بیان دیا ہے:

’’پاکستان میں کفر کا قانون نافذ ہے۔اگر اس قانون کے خاتمے اور شریعت محمدی کے نفاذ کے لئے کوشش نہیں کی جاتی تو مسلمانوں کا نماز،روزہ اور زکوٰۃ سمیت کوئی عمل قبول نہیں ہو سکتا‘‘۔

(روزنامہ ایکسپریس۔14/ مارچ 2009ء صفحہ 5)

مُلّا صاحب نے ’’کافرستان‘‘ کو ’’اسلامستان‘‘ میں بدلنے کے لئے سوات میں ریاست در ریاست قائم کر لی اور نام نہاد ’’شرعی عدالتوں‘‘ کے اعلان سے پاکستانی عدالتوں ،ان کے ججوں اور وکیلوں کو اچھوت بنا کر جرم کے کٹہرے میں کھڑا کر دیا ہے۔جناب فضل ربی راہی (کراچی کے ایک اہل قلم) نے اس تشویشناک صورت حال پر جو تبصرہ کیا ہے وہ ہر محبّ وطن پاکستانی کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔جناب فضل ربی فرماتے ہیں:

’’سوات کی شرعی عدالتوں کے فعال ہونے کے بعد ضلع بھر میں 20 عمومی عدالتوں نے کام بند کر دیا ہے جبکہ حکومت کی طرف سے واضح احکامات نہ ملنے کی وجہ سے ججوں نے بھی ریگولر عدالتوں میں اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہونا چھوڑ دیا ہے۔مولانا صوفی محمد نے بھی واضح طور پر کہا ہے کہ شرعی عدالتوں کے قیام کے بعد ریگولر ججوں کو سوات سے چلے جانا چاہئے کیونکہ ان کے بقول اس سے امن معاہدے کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔اس اعلان کے بعد سول اور سیشن کورٹس کے جج تذبذب کا شکار ہو گئے ہیں۔اس وقت سوات میں کل 20 ریگولر عدالتیں قائم ہیں جن میں 7 سیشن عدالتیں جبکہ 13 سول کورٹس شامل ہیں۔

سوات میں شرعی عدالتوں کے قیام کے بعد ایک اور مسئلہ یہ بھی درپیش ہے کہ ریگولر عدالتوں میں اس وقت 15 سے 20 ہزار تک مقدمات زیر سماعت ہیں جن میں کئی مقدمات کے فیصلے ہو چکے ہیں۔لیکن سوات میں حالات خراب ہونے کی وجہ سے ان پر ابھی احکامات جاری نہیں کئے گئے ہیں۔اور جن مقدمات پر احکامات

باقی صفحہ نمبر 13پر ملاحظہ فرمائیں

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد